مُحبت ایسا نغمہ ہے

اقراء صغیر احمد

بزم خیال میں تیرے حسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بجھ گیا، ہجر کی رات ڈھل گئی
جب تجھے یاد کرلیا، صبح مہک مہک اٹھی
جب ترا غم جگا لیا، رات مچل مچل گئی

"اُنگا ڈ! اب کیا ہوا...... ہم پہلے ہی لیٹ ہوگئے ہیں اور تمہاری اس بائیک کو اسی وقت ہی خراب ہونا تھا؟" مائدہ نے بائیک سے اترتے ہوئے رسٹ واچ پر نگاہ ڈالی اور گھبرا کر بولی۔

"ریلیکس یار! گیارہ ہی بجے ہیں ابھی کوئی رات نہیں گزر گئی ہے جو تم اس قدر پریشان ہورہی ہو تم پھر میرے ساتھ ہو کسی غیر کے ساتھ نہیں۔" حماد بائیک کے قریب بیٹھ کر ٹائر چیک کرتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا۔

"بابا کے لیے گیارہ بجے آدھی رات ہوتی ہے تین بجے وہ تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے ہیں تو پھر دوپہر میں ہی قیلولہ کرتے ہیں۔"

"خیر مجھے کیا بتارہی ہو میں بھی اسی گھر میں رہتا ہوں اور چچا جان کی ڈیلی روٹین کو جانتا ہوں۔"

"اور بابا کے مزاج کو جان کر بھی جاننا نہیں چاہتے ہو اگر ان کو پتا چل گیا ہم اس طرح آوارہ گردی کررہے ہیں تو......" کہتے کہتے وہ مارے خوف کے جھرجھری لے کر بات ادھوری چھوڑ کر چپ ہوگئی۔

"تو......تو کیا ہوگا جملہ مکمل کرو اپنا۔"

"اس سے آگے میں سوچنا ہی نہیں چاہتی' بابا کا غصہ بے حد خراب ہے۔" حماد نے کھڑے ہوتے ہوئے اس کے سیاہ اسکارف میں لپٹے شفاف دودھیائی رنگت والے رعنائی سے بھرپور چہرے کو دیکھا تو اس کی چاہت کی لے پر دھڑکتی دھڑکنوں میں خوش کن ارتعاش سا ہلچل مچانے لگا تھا۔

"ایک بات بالکل سچ سچ بتاؤ گی؟" وہ قریب آکر بھاری لہجے میں بولا۔

"ہوں......" وہ اس کی آنچ دیتی نگاہوں سے سراسیمہ ہوکر گویا ہوئی۔

"لڑکیاں واقعی ڈرپوک ہوتی ہیں یا ایکٹنگ کرتی ہیں؟" اس کے قریب آنے پر وہ بے ساختہ چند قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"فالتو کی بکواس مت کرو میں آئندہ تمہارے ساتھ نہیں آؤں گی تمہارے دماغ کی طرح اکثر تمہاری بائیک بھی خراب ہوجاتی ہے۔"

"بائیک خراب نہیں ہوئی صرف ٹائر پنکچر ہوا ہے جو ابھی لگ جائے گا۔" وہ سڑک کے اس پار پنکچر لگانے والے کی دکان دیکھتا ہوا اطمینان بھرے لہجے میں بولا اور مائدہ کا خوف وفکر سے برا حال تھا۔ دوسرا اس کے اطمینان پر دل جل کر خاک ہوا جارہا تھا وہ اس کے اصرار پر امی اور تائی کی اجازت لے کر کھانے پر آئے تھے۔

حماد پہلے اسے سی ویو لے گیا سمندر کی ٹھنڈی لہروں سے کھیلتے ہوئے وقت گزرنے کا احساس نہ رہا پھر ڈنر اور کافی کے بعد حماد بار بار اس کے کہنے پر وہاں سے اٹھا تھا اور ابھی آدھا راستہ بھی طے نہ ہوا تھا کہ رہی سہی کسر ٹائر پنکچر نے پوری کردی تھی۔

"اب کتنی اور دیر لگے گی یہاں؟" وہ بائیک وہاں کھڑی کرآیا تو وہ پوچھ بیٹھی۔

"زیادہ دیر نہیں لگے گی' تم فکر مت کرو۔" اس نے

تسلی دی۔

❁......❁......❁

مردانہ قہقہے کے ساتھ نسوانی بے باک قہقہہ فضاؤں میں بکھرا اور قہقہوں میں تبدیل ہوتا چلا گیا' ایوننگ نیوز پیپر پڑھتے ہوئے یوسف صاحب کی نگاہیں بے ساختہ ہی برابر والے لان میں گئی تھیں۔

''لاحول ولاقوۃ! شریف لوگوں کے درمیان بھی اب اس قماش کے لوگ بسنے لگے ہیں۔'' لان میں ایک نوجوان لڑکی جینز اور سلیولیس ٹاپ میں دو مردوں کے ساتھ کھڑی بے تحاشا ہنس رہی تھی' اس کا ساتھ مرد بھی دے رہے تھے جتنی تیزی سے ان کی نگاہیں اس طرف اٹھی تھیں اس سے بھی پھرتی سے پلٹی تھیں وہ فوراً اٹھے اور تیز تیز چلتے کمرے میں آ گئے۔

''ایک گلاس پانی دو بیگم!'' وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئے۔

''ارے کیا ہوا آپ کو؟ چہرہ کتنا سرخ ہو رہا ہے سانس بھی تیز ہے۔'' مہربانو روم ریفریجریٹر سے پانی گلاس میں انڈیل کر انہیں دیتی ہوئی تشویش بھرے لہجے میں استفسار کرنے لگیں۔

''کیا بے حیائی کا دور آ گیا ہے مہربانو! ہم صدمے میں ہیں۔'' وہ ان کو ساری بات بتا کر حیران و افسردہ لہجے میں گویا ہوئے۔

''کیوں اتنا رنجیدہ ہوتے ہیں آپ' یہ بھی ہوسکتا ہے ان کا آپس میں ایسا کوئی تعلق نہ ہو' بعض گھرانوں میں بہن بھائیوں میں بھی ایسی بے تکلفی پائی جاتی ہے' ہنسی مذاق چلتا ہے۔''

''بہن بھائی..... کیسی باتیں کرتی ہو مہربانو! ارے ان پاکیزہ رشتوں کی خوشبو دور سے ہی محسوس ہونے لگتی ہے اور یہ بال میں نے دھوپ میں سفید نہیں کیے ہیں' ان بالوں کی سفیدی میں عمر کے مشاہدے سے تجربے موجود ہیں۔''

''ارے چھوڑیں آپ یوسف! ہر کوئی اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہے وہ جو بھی کرتے ہیں انہیں کرنے دیں اس دور میں کوئی کسی کی پروا نہیں کرتا۔''

''برائی کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے بیگم! ایسا نہ ہو کسی کے گھر کی آگ ہمارے گھر تک پہنچ جائے اور سب جل کر خاک ہو جائے۔''

''پھر کیا کریں گے آپ؟'' شوہر کو مضطرب دیکھ کر وہ بھی فکر مند ہوگئیں۔

''میں ابھی علاقے کے کچھ معززین سے مل کر ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتا ہوں' مجھے یقین ہے کوئی بھی ایسی بازاری عورتوں کو اپنے درمیان دیکھنا پسند نہیں کرے گا۔ ایسی بدقماش عورتیں شرفاء میں نہیں رہ سکتی۔'' وہ کالر درست کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''آپ بھی ہر بات سر پر سوار کرلیتے ہیں' پہلے چائے پی لیجیے ملائکہ نے کیک بنایا ہے' وہ چائے لا رہی ہے۔''

''ابھی تو میری پانی پینے کو بھی طبیعت نہیں چاہ رہی' واپسی پر پیوں گا' پہلے اس معاملے کو کلیئر کروانے دو۔'' وہ کہہ کر چلے گئے۔

''مما! پاپا کہاں گئے' کچھ غصے میں بھی لگ رہے تھے؟'' ملائکہ نے باپ کو دور سے جاتے دیکھا تھا وہ ماں سے آ کر پوچھنے لگی۔

''آپ کے پاپا کو کچھ کام تھا اچانک یاد آنے پر گئے ہیں۔'' وہ کھڑکیوں کے پردے درست کرتی ہوئیں اسے ٹالنے کی غرض سے بولیں۔

''میں نے جو سینڈوچ اور کیک تیار کیا ہے اس کا کیا بنے گا اب؟''

''فکر کیوں کرتی ہو بیٹا! آپ کے پاپا کچھ دیر بعد آ جائیں گے اور شاید جب تک عمر بھی آ جائے تو ساتھ مل کر سب انجوائے کریں گے۔'' انہوں نے مسکرا کر منہ بسورتی بیٹی کو تسلی دی۔

❁......❁......❁

وہ گنگناتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی معاً اس کی نگاہ منہ دھوتے حماد پر گئی تو وہ رک گئی۔ حماد کا چہرہ فیس واش کے

جھاگ سے سفید ہو رہا تھا جس کو وہ دونوں ہاتھوں سے رگڑنے میں مصروف تھا۔

"کتنے بھی جتن کرلو تم گورے ہونے والے نہیں۔" وہ اس کے قریب پہنچ کر ہنس کر گویا ہوئی ساتھ ہی نل بھی بند کردیا تھا۔

"مائدہ! شرافت سے نل کھول دو میری آنکھیں جل رہی ہیں۔" اس نے آنکھیں رگڑتے ہوئے نل کھولنے کی کوشش کی تھی جس کی لائن وہ بیسن کے نیچے سے بند کرکے ہنستے ہوئے بھاگ گئی تھی۔

"ہاہا..... ہمت ہے تو کھول لو خود ہی کلو قصائی۔"

"مائدہ کی بچی..... میں تمہیں چھوڑنے والا نہیں ہوں میرے ہاتھوں سے بچ کر دکھانا تم اب۔" اس نے جیسے تیسے وال کھول لیا تھا ان چند لمحوں میں آنکھیں جلن و تکلیف کے مارے کھل کر نہیں دے رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد متواتر پانی سے منہ دھونے کے بعد آنکھیں کھلی تھیں جو سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اس نے قریب لگے ہینگر سے تاول کھینچا منہ ہاتھ صاف کرتا وہ آئینے میں ایک نظر خود پر ڈالتا آگے بڑھ گیا۔

"کیا بات ہے کیوں بن بات اکیلی ہنسے جارہی ہو کتنی بار سمجھایا ہے تمہارا یہ بات بے بات ہنسنا مجھے قطعی پسند نہیں۔" رضوانہ نے پراٹھا توے پر ڈالتے ہوئے بیٹی کو سرزنش کی۔

"امی! بے بات کہاں ہنس رہی ہوں کوئی بات ہے تو ہنس رہی ہوں۔" وہ تصور میں حماد کی جھنجھلائی ہوئی کیفیت دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

"جانتی ہوں میں کوئی فضول ہی بات ہوگی چلو جلدی سے ناشتا ٹیبل پر لگاؤ حماد کو ہسپتال جانے میں دیر نہ ہوجائے اور تمہیں کالج۔" وہ ہاٹ پاٹ میں پراٹھے رکھ کر اسے دیتی ہوئی گویا ہوئیں اور پھرتی سے آملیٹ بنانے میں لگ گئیں چند لمحوں بعد وہ نفاست سے ٹیبل پر ناشتے کے تمام لوازمات رکھ چکی تھی۔

"ارے حماد..... بیٹا یہ آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں؟" وہ تیار ہوکر آیا تو اس کے وجیہہ چہرے پر آنکھوں کی سرخی کچھ زیادہ ہی نمایاں تھی۔ ناشتا سرو کرتیں رضوانہ نے چونک کر پوچھا تھا جبکہ ان کے برابر بیٹھی مائدہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ کر پھر ہنسنے لگی تھی۔ حماد نے لمحہ بھر اسے گھور کر دیکھا اور گویا ہوا۔

"خالہ جانی! شاید کسی کی بُری نظر لگ گئی ہے میری خوب صورت آنکھوں کو پلیز نظر ضرور اتار دیجیے گا۔"

"ارے کس بدبخت کی ایسی بُری نگاہ ہے مجھے تو کوئی اوپری مخلوق لگتی ہے جس کی ایسی بھاری نظر ہے۔" رضوانہ نے بھانجے کی محبت میں نہ اس کے شوخ طنز کو محسوس کیا اور نہ بیٹی کی دبی دبی ہنسی کو صرف اس کی آنکھوں کو دیکھ کر وہ فکر مندانہ انداز میں سوچتے ہوئے گویا ہوئیں جبکہ حماد کے برابر میں بیٹھی رخسانہ نہ جانتے ہوئے بھی کچھ کچھ سمجھ گئی تھیں۔

"ہاں بالکل خالہ جان! ٹھیک پہچانا آپ نے وہ کوئی چڑیل ہی ہے۔"

"دیکھ رہی ہیں آپ تائی جان! حماد مجھے چڑیل کہہ رہا ہے۔" حسب عادت وہ خود پر تنقید برداشت نہ کرتے ہوئے کہہ اٹھی حماد قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔ رخسانہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ چمک اٹھی جبکہ رضوانہ نے بیٹی کو گھورتے ہوئے تنبیہی لہجے میں کہا۔

"اچھا یہ تمہاری شرارت ہے پھر تم نے تنگ کیا حماد کو کتنی بار تمہیں سمجھایا ہے بدتمیزی مت کیا کرو مگر تم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

"اونہوں رضوانہ..... کیوں ڈانٹ رہی ہو مائدہ کی ان چھوٹی چھوٹی شرارتوں سے تو رونق ہے زندگی میں۔" تائی نے فوراً حمایت کی۔

"شرارت اور بدتمیزی میں فرق ہوتا ہے باجی۔"

"مائدہ بیٹا! تم ناشتا کرو اور اپنی ماں کی باتوں پر دل نہ جلایا کرو اس کو حماد کی شرارتیں دکھائی نہیں دیتی جو کسی طرح کم نہیں ہے۔" ہمیشہ کی طرح انہوں نے مائدہ کی حمایت لیتے ہوئے بیٹے کو بُرا بھلا کہا تھا کیوں کہ مائدہ کو کالج اور حماد کو ہسپتال جانا تھا اس لیے بات آگے بڑھ نہ سکی اور وہ

ناشتے کے بعد اپنے اپنے راستوں پر گامزن ہو گئے تھے۔
وین نہ آنے کی وجہ سے مائدہ کالج حماد کے ساتھ بائیک پر گئی تھی جو گھر آتے ہوئے عارف صاحب کی نگاہوں سے محفوظ نہ رہ سکے تھے۔

"مائدہ حماد کے ساتھ کیوں گئی ہے؟" وہ گھر میں آتے ہی گرجے تھے۔ رضوانہ جو صفائی کے لیے ماسی کا انتظار کر رہی تھی شوہر کو بے وقت گھر آتے دیکھ کر کچھ پریشان ہوئی تھیں مستزاد اس سوال نے حواس باختہ کر دیا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں مائدہ وین میں جانے کی بجائے حماد کے ساتھ کالج کیوں گئی ہے اور تم خاموش کھڑی ہو۔" وہ قریب آ کر بولے۔

"وہ...... دراصل آج وین نہیں آئی تھی اس لیے حماد کے ساتھ بھیج دیا۔"

"حماد کے ساتھ بھیجنے سے بہتر تھا خود رکشہ ٹیکسی کر کے چھوڑ آتیں۔"

"عارف کیوں اس طرح سوچتے ہیں بھلا حماد کوئی غیر لڑکا نہیں ہے مائدہ کا منگیتر ہے آپ کے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اس گھر کا فرد ہے۔" رخسانہ فوراً ہی بہن کی مدد کو آتے ہوئے مسکرا کر کہہ رہی تھیں۔

"بھابی! میں مانتا ہوں اس بات کو لیکن شریعت کی رو سے منگنی کوئی شرعی تعلق نہیں یہ صرف بڑوں کے مابین ہونے والا ایک معاہدہ ہے کچے کاغذ کی تحریر ہے جو حتمی نہیں ہے کہ یہ تعلق کل بھی قائم رہے گا۔"

"اللہ نہ کرے عارف! کبھی کبھی آپ زبان خنجر کی طرح استعمال کرتے ہیں جس کا وار سیدھا دل پر ہوتا ہے۔ ہماری تو دلی خواہش ہے مائدہ اور حماد کا بندھن جو بچپن میں آصف بھائی کے سامنے زبانی کلامی باندھا گیا تھا وہ ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے ہمارے بچے خوش و خرم زندگی گزاریں۔"

"یہ خواہش صرف میرے مرحوم بھائی کی نہیں تھی رضوانہ! تم سب کے ساتھ میری بھی یہی تمنا ہے لیکن میں وقت کی نزاکتوں سے باخبر ہوں وقت کے چلن کو سمجھ رہا ہوں۔ میں اس تعلق کو اسی عزت و وقار کے ساتھ جوڑنا چاہتا ہوں جو ہمارے خاندان کا وطیرہ رہا ہے۔" انہوں نے دونوں خواتین کو رنجیدہ رنجیدہ دیکھ کر رسانیت سے سمجھایا۔

"تمہاری باتیں درست ہیں عارف! مگر یہ بھی تو سوچو وقت کروٹ لے چکا ہے کچھ تو ہمیں وقت کی چال کے ساتھ چلنا چاہیے۔ ہمیں اپنے بچوں پر اعتماد ہے بھروسہ ہے اپنی تربیت پر بچے اگر کچھ وقت ساتھ گزار لیں تو کوئی حرج نہیں پھر کل کو انہیں ایک ہونا ہی ہے۔"

"بھابی! آپ شاید میری بات سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہیں یاد رکھیے آج کی عاقبت نااندیشی کل کا ناسور بن جاتی ہیں۔ غلط فیصلے غلط راہوں پر ہی لے جاتے ہیں۔" وہ کہہ کر رکے نہیں تھے۔

❁......❁......❁

مہربانو نے ممتا بھری نظروں سے خوبرو اسمارٹ بیٹے کو دیکھا جس کے سرخ و سپید چہرے پر سنجیدگی و وقار جاذبیت بن کر چھائی ہوئی تھی۔ سوٹ میں ملبوس وہ لیپ ٹاپ میں مصروف تھا ان کو دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا اور لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرنے کے بعد دھیمے انداز میں مسکرا کر بولا۔

"آیئے مما! میں چند لمحوں بعد آپ کے پاس ہی آنے والا تھا۔"

"ملائکہ نے بتایا ہے بیٹا آپ آج ڈنر گھر پر نہیں کریں گے۔" وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے خوش مزاجی سے گویا ہوئیں۔

"جی مما! بزنس ڈیلیگیشن کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہے کچھ بزنس میٹرز ہیں وہ بھی حل کرنے ہیں مجھے واپسی پر ٹائم لگ جائے گا۔"

"بھائی! آپ تو روز بروز مصروف ہوتے جا رہے ہیں مما کی اپنی مصروفیت ہے پاپا نے کبھی ہمیں ٹائم دیا ہی نہیں ایک آپ سے تھوڑی بہت گپ شپ ہو جاتی تھی سو وہ بھی اب خواب بن گئی ہے رئیلی میں کالج سے آ کر بے حد بور ہوتی ہوں۔" ملائکہ وہاں آ کر شکایتی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"سوری ڈیئر! جیسے ہی فری ہوا تو تم کو ڈنر اور شاپنگ کراؤں گا اور آؤٹنگ بھی کریں گے۔ لانگ ڈرائیو پر چلیں گے آئی پرامس یو۔" عمر نے لیپ ٹاپ رکھتے ہوئے اس سے وعدہ کیا۔

"سوری بھائی! مجھے یہ سب ہرگز نہیں چاہیے۔" وہ منہ بنا کر کہہ اٹھی۔

"پھر کیا چاہیے آپ کو؟" وہ متحیر ہوا۔

"بھابی...... مجھے بھابی چاہیے گھر کی خاموشی خوشیوں میں بدلنے کے لیے بھابی آئیں گے تو مجھے دوست بھی ملے گی اور سسٹر بھی۔" اس کی فرمائش پر مہربانو مسکرا رہی تھیں جبکہ وہ ہکا بکا کھڑا تھا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے ماننگ! عمر اب ماشاء اللہ سے آپ کا کاروبار بھی اسٹیبلشڈ ہو چکا ہے اب آپ کی شادی ہو جانی چاہیے۔ آپ کے پاپا بھی کئی بار مجھے کہہ چکے ہیں اگر آپ کسی کو پسند کرتے ہیں تو مجھے بتائیں۔"

"پسند...... مما! پاپا نے جس طرح اپنی نگاہوں میں جکڑ کر تا زیست رکھا ہے ایسی گرفت میں کسی کو پسند ناپسند کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' میری کوئی پسند نہیں ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے احساس ہے بیٹا! یوسف نے آپ دونوں سے سخت رویہ رکھا ہے لیکن اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ وہ آپ سے پیار نہیں کرتے' بلکہ یہ ان کی محبت ہی تو ہے جو آپ آج کامیاب لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔"

"اوکے مما! مجھے دیر ہو رہی ہے۔" وہ رسٹ واچ دیکھتا ان کی بات سنی ان سنی کیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جائیں بیٹا! فی امان اللہ۔" انہوں نے خوشی خوشی اسے رخصت کیا' اس کے جانے کے بعد ان کے چہرے پر تکلیف دہ خاموشی چھا گئی تھی۔

"مما! بھائی اور پاپا کے درمیان فاصلوں کی خلیج کب ختم ہوگی؟"

"خدا جانے کب یہ فاصلے مٹیں گے' یوسف کی شروع دن سے یہی عادت رہی ہے وہ آپ سے اور عمر سے از حد محبت و پیار کرتے ہیں۔ ہر معمولی سی معمولی ضرورت انہوں نے بنا کہے پوری کی ہے' دنیا کی ہر آسائش و سہولت دی ہے ماسوائے اس کے کہ عام باپ کی طرح ناز نخرے نہیں اٹھائے' وہ سمجھتے تھے بچوں سے بے جا لاڈ پیار ان کا مستقبل برباد کرتا ہے۔"

"ہمارے مستقبل کا تو پتا نہیں لیکن ہمارا حال پاپا برباد کر چکے ہیں۔ اسپیشلی پاپا کے رف اینڈ روڈ برتاؤ نے عمر بھائی کو فرسٹریٹ کر دیا ہے وہ خود کو ایک جیلر اور بھائی کو کوئی خطرناک قیدی سمجھتے رہے ہیں۔ مجھ سے تو ان کا رویہ پھر بھی بہت بہتر ہے اور بھائی پاپا کے سامنے سانس بھی کھل کر نہیں لیتے' یہ کیسی محبت ہے مما؟"

"میں نے تو بہت سعی کی اور کر رہی ہوں' وہ اب عمر کو اس کی مرضی سے فیصلے کرنے دیں' وہ خود مختار ہے آزاد ہے اسے حق ہے اپنی مرضی سے جینے کا۔"

"مما پلیز آپ پاپا کو سمجھائیں' وہ اپنا برتاؤ چینج کریں' میری خواہش ہے جب ہم چاروں ساتھ بیٹھیں تو گپ شپ کریں' ہنسے بولیں' ہمارے درمیان احترام و چاہت بھری بے تکلفی ہو' ہم روبوٹس کی طرح اپنے اپنے کام انجام دے رہے ہوں۔" اس کی آواز نم ہوئی۔ مہربانو نے اسے سینے سے لگا لیا تھا آنکھیں ان کی بھی بھر آئیں تھیں۔

ان کے نظریات سے بے خبر یوسف صاحب اپنی ہمسایہ میں موجود ان ماں بیٹی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنے ہم عمر لوگوں سے رابطوں کے لیے سرگرم تھے۔ پہلی ملاقات ان کی مہتاب صاحب سے ہوئی تھی جو اس علاقے میں خاصے اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ انہوں نے ان کے آگے یہ مسئلہ پیش کیا تو وہ بھی ان کے ہم خیال نکلے اور محلے کے کچھ اور صاحبان کو ساتھ لانے کا وعدہ کر کے ایسے گئے کہ ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی وہ نہ گھر پر دستیاب ہوئے نہ فون پر۔ ان کی اس بے التفاتی کی وجہ بھی وہ اس وقت سمجھے جب ان کے بیٹے کو رات کے اندھیرے میں پڑوس میں آتے دیکھا۔ وہ بھی ہمت ہارنے والے نہ تھے' ان ماں بیٹی کو علاقے سے نکالنے کا

تہیہ کر چکے تھے اب وہ سکون سے بیٹھنے والے نہ تھے۔ حالانکہ وہ سمجھ گئے تھے اس علاقے میں کوئی بھی ان کا ساتھ دینے والا نہیں ہے کسی کے بیٹے کا تعلق اس گھر سے جڑ گیا تھا تو کسی کے بھائی کی آمد و رفت وہاں بڑھ چکی تھی اور کتنے ہی ایسے تھے جو چھپ چھپ کر اس گھر کی طرف جاتے دکھائی دیتے تھے۔

❊......❊......❊

"تمہاری ہاؤس جاب مکمل ہوتے ہی میں تمہاری شادی کروں گی۔" رخسانہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"او ریئلی امی! کیا بات کہی ہے آپ نے دل خوش ہوگیا۔" وہ اچھل کر مارے خوشی کے ماں سے لپٹ گیا۔

"پہلے اچھی طرح سے میری بات سنو۔" وہ سنجیدگی سے دور ہوتے ہوئے بولیں۔

"شادی ہونے تک تم مائدہ سے نہیں ملو گے اور......"

"امی! آپ مجھے زندہ دیکھنا نہیں چاہتیں؟" وہ کراہ اٹھا۔

"یہ کیا اول فول بک رہے ہو حماد! ماں سے اس طرح بات کرتے ہیں؟" اس کی جذباتیت پر غصے سے بولیں۔

"گستاخی معاف امی جان! میں اپنی کیفیت بیان کررہا ہوں' نجانے کیوں میں مائدہ سے اتنی محبت کرتا ہوں؟ ایسا لگتا ہے وہ دل ہے اور میں دھڑکن ہوں' ہم ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہیں۔"

"اور ماں کچھ نہیں ہے جو تمہیں دیکھ کر جیتی ہے۔ آصف جب ہمیں چھوڑ کر گئے تو تم چھ برس کے تھے تب سے اب تک میری زندگی کا محور تمہاری ذات ہے۔"

"امی...... میری سوئٹ امی......" اس نے آگے بڑھ کر انہیں محبت سے بازوؤں میں بھر لیا اور ان کے ہاتھ چومتا عقیدت سے بولا۔

"جو آپ سے محبت ہے وہ بہت اسپیشل ہے اس محبت کا کوئی بھی ثانی نہیں آپ کی محبتوں کا قرض میں کبھی ادا کر ہی نہیں کرسکوں گا۔"

"بس بس زیادہ جذباتی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو ویسے بھی عارف نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ اس نازک دور میں پھونک پھونک کر چلنا ہی بہتر ہے پھر کون سا وہ پردے میں بیٹھ جائے گی ایک گھر میں رہتے ہوئے ہزاروں موقع ملیں گے دیکھنے کے بات کرنے کے۔ باہر کے سیر سپاٹے ختم کردو بس۔"

"کون سا روز روز لے کر جاتا ہوں امی! آپ چچا کو سمجھائیں نا۔" وہ سخت مضطرب و بے کل ہورہا تھا' عجیب محبت تھی اسے مائدہ سے ایک لمحے کی جدائی بھی اسے مرغ بسمل کی مانند تڑپانے لگتی تھی۔

"مائدہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا اسے بھی سمجھایا ہے میں نے اور سچ پوچھو تو وہ بچی پردہ کرنے کو بھی راضی ہے۔ ایک تم ہو کہ کچھ سننے کو تیار ہی نہیں ہو۔" وہ بڑبڑاتی ہوئیں کمرے سے نکل گئیں۔

❊......❊......❊

رات واپسی پر دیر ہوگئی تھی جلد گھر پہنچنے کے لیے اسے کار دوڑانی پڑ رہی تھی۔ سرد رات تھی موسم خاصا ابر آلود ہورہا تھا سڑکوں پر ٹریفک بھی برائے نام تھا وہ اپنی دھن میں کار ڈرائیو کررہا تھا کہ اس نے دیکھا کچھ فاصلے پر کار کھڑی تھی جس کے دروازے وا تھے' قریب ہی دو لڑکے ایک لڑکی کو پکڑے کار کی طرف لا رہے تھے۔ لڑکی بری طرح مزاحمت کررہی تھی ان کی گرفت سے نکلنے کے لیے اس نے فوراً کار روکی اور پھرتی سے ان کو للکارتا ہوا باہر نکلا اور کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا تھا (جو عموماً وہ اپنی سیفٹی کے لیے رکھتا تھا) ان لڑکوں نے گھبرا کر لڑکی کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے کار میں بیٹھ کر فرار ہوگئے۔

"کیا آپ ٹھیک ہیں مس؟" وہ بھاگ کر اس لڑکی کے قریب آیا جو اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے سنہری بال بکھرے ہوئے اور ہونٹوں پر ٹیپ تھی اس نے فوراً ٹیپ نوچ کر ہٹایا اور کھڑی ہونے کی سعی میں کراہ کر رہ گئی۔ جس بے دردی سے اسے کھینچا گیا تھا اس سے اس کی ٹانگ میں چوٹ آئی تھی وہ کھڑی نہیں ہو پارہی تھی۔

"پلیز! مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا ہے آپ سپورٹ دیں مجھے۔" وہ از حد درد بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو عمر نے تذبذب بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا' وہ ہمیشہ لڑکیوں سے دور رہا تھا۔

"پلیز میری مدد کریں' مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔" وہ لڑکی تقریباً رو پڑی تھی اس نے سہارا دینے کے لیے بازو بڑھایا اور ساتھ ہی گویا ہوا۔

"کون لوگ تھے وہ اور آپ کو اغواء کیوں کرنا چاہتے تھے؟"

"میں نہیں جانتی وہ کون تھے' گھر جا رہی تھی کہ اچانک ہی انہوں نے کار سے نکل کر ایک نے مجھ پر گرفت کی اور دوسرے نے ہونٹوں پر ٹیپ لگا دیا تھا اگر آپ ٹھیک وقت پر نہ آتے تو......"

"اس وقت آپ کو تنہا گھر سے نہیں نکلنا چاہیے تھا۔" اس لڑکی نے ابھی بھی اس کے بازو کا سہارا لیا ہوا تھا' چوٹ کے باعث وہ اپنے سہارے سے کھڑی نہیں ہو پا رہی تھی۔

"میری مما بیمار ہیں ان کی دوائی لینے کی خاطر گھر سے نکلی تھی۔ دوائی لے کر آ رہی تھی کہ یہ سب ہو گیا۔" اس نے وجہ بیان کی۔

"کہاں سے آئی ہیں..... میرا مطلب' کہاں جائیں گی آپ؟ اس واقعہ کے بعد آپ کو تنہا چھوڑنا مناسب نہیں۔" وہ رسٹ واچ دیکھتا ہوا گویا ہوا۔

"اے بلاک میں رہتی ہوں' بے حد شرمندہ ہوں آپ پر بوجھ بن گئی ہوں۔"

"اے بلاک..... وہاں تو میں بھی رہائش پذیر ہوں' آیئے میں آپ کو ڈراپ کر دوں۔" وہ اس کا بازو تھامے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کار میں بیٹھ گئی تھی۔ فاصلہ چونکہ زیادہ نہیں تھا وہ دس منٹ بعد اس کے بتائے گئے گیٹ کے سامنے کار روک چکا تھا۔

"ارے آپ تو ہماری پڑوسن ہیں' یہ برابر والا بنگلہ ہمارا ہے۔" وہ باہر دیکھتا ہوا گویا ہوا۔

"جی..... کبھی آپ کو دیکھا نہیں ہے یہاں پر۔"

"میں بزنس ٹور پر تھا' چھ ماہ بعد واپس لوٹا ہوں۔"

"ہمیں یہاں آئے پانچ ماہ ہوئے ہیں' کیا آپ مجھے گھر تک سہارا نہیں دیں گے؟" اس کے بھرے بھرے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ تھی۔

"میں آپ کے گھر میں اطلاع کر دیتا ہوں' کوئی لے جائے آپ کو۔" وہ کچھ خشک لہجے میں مخاطب ہوا۔

"گھر میں مما کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور وہ بھی بیمار ہیں۔" عمر نے گہرا سانس لے کر اسے سہارا دیا' گیٹ بیل بجانے پر درمیانی عمر کی عورت نے دروازہ کھولا اور بیٹی کو دیکھ کر حیرانی سے استفسار کیا۔

"یہ کیا ہوا تم تو بالکل ٹھیک ٹھاک گئی تھیں؟" لڑکی نے کچھ نہیں کہا' عمر کو لے کر وہ لاؤنج میں آ کر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ عورت بھی پیچھے آ گئی تھی اور عمر کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتی رہی' لڑکی نے مختصراً اپنی آپ بیتی سنائی تھی اور ساتھ عمر کا تعارف بھی کروایا' وہ سب سن کر عمر کے واری صدقے ہونے لگی۔

"آپ مجھے شرمندہ نہ کریں' یہ میرا فرض تھا' اب مجھے اجازت دیں۔"

"آپ بیٹھیں تو سہی بیٹا! پہلی بار گھر آئے ہیں' میں کافی لاتی ہوں۔"

"نہیں شکریہ' پلیز ٹائم بہت ہو گیا ہے۔" وہ جانے کو مڑا۔

"بہت مدد کی ہے آپ نے میری' میں دل سے آپ کی عزت کرتی ہوں۔ کیا آپ مجھے اپنا نام نہیں بتائیں گے؟" اس کا لہجہ از حد مترنم تھا۔

"عمر..... عمر یوسف کہتے ہیں مجھے۔" خلاف عادت وہ مسکرا کر بولا۔

"پریٹی نیم' مجھے چاندنی کہتے ہیں' یہ میری مما ہیں فردوس بیگم!"

"یہ میرا کارڈ ہے' کبھی ضرورت پڑے تو بلا جھجک یاد کیجیے گا۔" اس نے جیب سے وزیٹنگ کارڈ نکال کر چاندنی

گویا نامعلوم ان کو تنہا دیکھ کر ہمدردی کا جذبہ اس کے اندر سرائیت کر گیا تھا یا چاندنی کے چاند جیسے روشن و گلاب جیسے مہکتے حسن نے اسے سحر زدہ کر ڈالا تھا۔

چاندنی اور اس کی ماں پر بھی اس کی ہینڈسم و ڈشنگ پرسنلٹی اثر کر گئی تھی۔ چاندنی ماں کا سہارا لیے منع کرنے کے باوجود بھی اسے گیٹ تک چھوڑنے آئی تھی فردوس بیگم نے پُرخلوص انداز میں دوبارہ آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ گھر میں آیا تو اپنا آپ کچھ بدلا بدلا لگا تھا' مما اس کے انتظار میں جاگ رہی تھیں وہ ان سے مل کر اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔

❀.....❀.....❀

فردوس نے گہری نظروں سے بیٹی کو دیکھا جو ابھی بھی خوش بو کے حصار میں مقید تھی۔ کیا خوش بو تھی سحر انگیز' اپنے حصار میں جکڑ لینے والی۔

"پاؤں تو تمہارا بالکل ٹھیک ہے اس لڑکے کا سہارا لے کر تم ایسے چل رہی تھیں جیسے کوئی ہڈی ٹوٹ گئی ہے پہلے تو میں گھبرا گئی تھی لیکن جب تمہارے چہرے پر نگاہ پڑی تو سمجھ گئی تمہاری نیت خراب ہو گئی ہے اس پر۔" ان کے قہقہے کا ساتھ اس نے بھی بھرپور انداز میں دیا تھا۔

"عجیب مرد تھا وہ مما' وہ قمر کا بچہ مجھے کسی بوجھ کی مانند سڑک پر پھینک کر بھاگا تھا فور' تو مجھ سے اٹھا ہی نہیں گیا تھا۔ میں بھی یہی سمجھی تھی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے گھبرا کر اس سے مدد کو کہا تھا اس نے شاید حادثاتی طور پر میری جان بچائی تھی مگر مجھے چھو کر سہارا دینے کو تیار نہ تھا' بڑی منتوں کے بعد اس نے سہارا دیا تھا بازو سے اور اتنا سمٹا سمٹا رہا گویا غلطی سے بھی مجھ سے ٹچ ہوا تو پتھر کا ہو جائے گا۔ مما! کیا مرد ایسے بھی ہوتے ہیں جو عورت کو نگاہوں سے بھی چھونا بُرا سمجھتے ہیں؟" چاندنی ابھی بھی عمر کی خوشبو کے حصار میں تھی۔

"ارے میری جان! تم تو ایک ہی ملاقات میں عمر کی گرویدہ ہو گئی ہو اب کے تیر الٹا چل گیا ہے۔" وہ اس کے قریب ہی بیٹھی تھیں۔

"بس مما! وہ جس قدر ہینڈسم ہے اس قدر ہی بے پروا اور روڈ بھی ہے۔ ایک نگاہ اس نے میری طرف بھرپور انداز میں ڈالنا گوارا بھی نہیں کی۔"

"میری جان! وہ دیکھتا بھی کیسے تم نے اس کے تعارف سے یہ نہیں جانا کہ وہ اس خبطی بڈھے کا بیٹا ہے جس نے پورے علاقے میں ہمارے خلاف محاذ کھول رکھا ہے وہ اسی تگ ودو میں لگا رہتا ہے کسی نہ کسی طرح ہمیں یہاں سے نکال باہر کرے۔ ماہتاب صاحب اور رضوی صاحب جیسے اثر ورسوخ والے صاحبان کے بیچ ہمارے گرد نہ ہوتے تو ہم کب کے یہاں سے شہر بدر کردیئے گئے ہوتے اس بڈھے نے ابھی بھی ہار نہیں مانی ہے۔"

"او گریٹ آئیڈیا مما! آپ دیکھیے گا وہ بڈھا اب کس طرح سے اپنی ہی داڑھی میں منہ چھپا کر بیٹھتا ہے اسی کے ہتھیار سے اس کو ایسی شکست دوں گی کہ وہ جی نہیں پائے گا۔"

"ارے چھوڑ میں کہتی ہوں کیوں آگ سے کھیلنا چاہتی ہو۔"

"مما! قمر دوبارہ ہاتھ آنے والا نہیں ہے اب لائف اسپنڈ کرنے کے لیے ہم کو کوئی تگڑی آسامی تو چاہیے اور وہ عمر سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتی ہے۔" اس نے ماں کو عمر کا دیا ہوا وزیٹنگ کارڈ دکھاتے ہوئے کہا اور فردوس کی جہاندیدہ نگاہوں نے بیٹی کی نظروں میں لو دیتی چاہتوں کی ضیاء محسوس کرلی تھی۔ آج انہونی ہوئی تھی کل تک اس شمع پر پروانے جل مرتے تھے آج وہ شمع خود عمر پر پروانہ وار نثار ہوگئی تھی۔

"مما آپ کیا سوچ رہی ہیں؟"

"وہ قمر بدمعاش تمہیں ڈنر کے بہانے سے لے کر گیا تھا مکار آدمی نے ذرا بھی احساس ہونے نہیں دیا کہ وہ تمہیں اغوا کرکے لے جانے کا پلان بنا کر آیا تھا اگر بروقت عمر نہیں آتا تو نا معلوم کہاں لے کر جاتا میری بچی کو اور نہ جانے کس طرح سے پیش آتا تم سے؟" وہ ایک جھرجھری لے کر رہ گئی تھیں۔

"میں قمر کو اس کے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتی مما! میں چکنی مچھلی کی طرح اس کی گرفت سے نکل جاتی۔"

❀......❀......❀

اس نے حماد کو غصے سے دیکھا جس نے بائیک ساحل پر روک دی تھی۔

"ارے بھئی کب تک اس طرح گھور گھور کر دیکھتی رہوگی؟ مانا کہ بے حد ہینڈسم واسمارٹ بندہ ہوں لیکن خوب صورت ہونے کا یہ مقصد تھوڑی ہے تم نظر لگا کر ہی چھوڑو۔" وہ اس کی نگاہوں کی تپش کو اپنے شوخ لہجے کی ٹھنڈک میں سمو کر گویا ہوا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے لگا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا حماد! میرے بار بار منع کرنے کے باوجود تم یہاں آئے ہو۔" مائدہ نے غصے سے کہتے ہوئے اس سے ہاتھ چھڑایا اور وہیں کھڑی ہوگئی۔

"تم سیدھے طریقے سے میرے ساتھ آنے پر راضی کب ہوتی ہو ہر بار مجھے اسی طریقے سے تمہیں لانا پڑتا ہے اور تم بجائے میری احسان مند ہونے کے خفا ہوتی ہو یہ تمہارا برتاؤ ٹھیک نہیں ہے مائی ڈیئر! تم ناراض ہوتی ہو تو میں تمہیں منا لیتا ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ایک دم ہی سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"مگر یاد رکھنا جس دن میں ناراض ہوگیا تم مجھے منا نہیں پاؤ گی۔" نامعلوم کیسا حزن اتر آیا تھا اس کے لہجے میں ہنستے مسکراتے چہرے پر دبیز سنجیدگی چھا گئی تھی۔

یہ کیا کہہ دیا تھا اس نے مائدہ کا دل پل بھر کو تھم سا گیا تھا وہ جہاں تھی وہاں جم سی گئی پھر دوسرے پل اسے لگا سامنے سمندر کی موجوں کا تمام نمک اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا ہو اور لہریں آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے بہنے لگی تھیں۔

"او گاڈ! یہ سمندر اور سمندر جیسی آنکھیں رکھنے والی لڑکی! معاف کردو مجھے میں جانتا ہوں عورت کے آنسو اور سمندر میں یکسانیت ہے۔ میں مذاق کررہا تھا تم سے

میری کیا مجال جو تم سے خفا ہوں اور اور اگر کبھی ہو بھی جاؤں گا......" اسے بے تحاشہ روتے دیکھ کر وہ قدرے بوکھلا کر بے ربط بول رہا تھا وہ بھی کہ روئے جارہی تھی۔

"مائدہ پلیز...... کیوں میری برداشت کا امتحان لے رہی ہو تم؟"

"اور تم کیا کہہ رہے ہو حماد! ایسی بات کر کے تم نے مجھے زندگی سے دور کرنے کی سعی کی ہے کیا میں تم سے دور رہنے کا تصور کرسکتی ہوں؟"

"اب تم نے محسوس کیا کس طرح دل بند ہونے لگتا ہے جب کوئی اپنا ہم سے دور ہونے کی سعی کرتا ہے۔ تم نے محسوس کیا نا اپنوں سے جدائی کے خیال سے کس طرح زندگی سانسوں سے خالی ہونے لگتی ہے۔ مجھے امید ہے تم آئندہ کبھی مجھے دکھی کرنے کی کوشش نہیں کرو گی۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ مائدہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا پھر دونوں مسکراتے ہوئے ایک پتھر پر بیٹھ گئے تھے یہ موسم سرما کی ڈھلتی ہوئی دوپہر تھی۔ سمندر پُرسکون تھا لہریں ہولے ہولے ساحل سے ٹکرا کر لوٹ رہی تھیں ہواؤں میں ٹھنڈک تھی جو سورج کی شعاعوں سے خوش گوار لگ رہی تھی۔

"ایسے سرد موسم میں بھی کوئی ساحل سمندر پر آتا ہے بھلا؟" اس نے بھونی ہوئی مونگ پھلی کھاتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہاں ان کے علاوہ ایک کپل تھا جو خاصا دور موجود تھا اور اتنے ہی فاصلے پر ایک فیملی تھی اور چند لوگ تھے اکا دکا اونٹ والے تھے ماحول میں طمانیت بھری خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔

"ایسے موسم میں ہی تو سمندر پر آنے کا مزہ ہے دیکھ رہی ہو کتنا سکون ہے۔ قدرت کس قدر نزدیک محسوس ہورہی ہے ہر شے میں رب کی وحدت کا نور چمک رہا ہے عام دنوں میں ایسا کہاں ممکن ہے یہ سب محسوس کرنے کے لیے سکون و تنہائی میسر ہونی چاہیے۔" وہ قدرت کے ہر نظارے کا شیدائی تھا مالک کائنات کی ہر صناعی اسے سرور و شاداب کردیتی تھی۔ وہ ہر موسم کو خوب انجوائے کرتا تھا۔

"حماد! تم ڈاکٹر کیوں بن گئے ہو؟ تمہیں تو شاعر و ادیب ہونا چاہیے تھا۔ ہر موسم کو جس اپنائیت و شدت سے تم محسوس کرتے ہو ایسا کرتے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ گرمی سردی خزاں و بہار اور بارش ہر موسم آتا ہے اور چلا جاتا ہے لیکن تمہارے دل پر ہر موسم اپنا رنگ چھوڑ جاتا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ حماد کے چہرے سے از حد مسرت عیاں تھی وہ پیراڈائز کے ساحل پر موجود تھے جہاں دھوپ سمٹنے لگی تھی۔

"ڈاکٹر اور رائٹر کی ایک قدر مشترک ہے ویسے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔"

"اچھا وہ کیا قدر ہے جو مشترک ہے؟" وہ چہرے پر آنے والی لٹوں کو پیچھے کرتی ہوئی گویا ہوئی جبکہ وہ فضا میں اڑتے پنچھیوں کو دیکھ رہا تھا جو سمندر کی لہروں کے مانند قطار در قطار محو پرواز تھے۔

"دیکھو ڈاکٹر جسم کا علاج کرتا ہے اور رائٹر روح کا ڈاکٹر ادویات کے ذریعے اور ادیب اشعار و تحریروں کے ذریعے طمانیت و خوشیاں فراہم کرتا ہے۔ عزم دونوں کا ایک ہی ہے یعنی خلق خدا کی خدمت کرنا۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس بارے میں کوئی کمنٹس پاس نہیں کرسکتی کیونکہ میں نہ رائٹر ہوں نہ شاعرہ ہوں اور نہ ڈاکٹر ہوں۔"

"ایک ڈاکٹر کی لائف پارٹنر تو بننے والی ہو۔"

"حماد! اگر ایسی باتیں شروع کیں تو میں دوبارہ تمہارے ساتھ آنے والی نہیں۔" حماد کو شوخی میں دیکھ کر وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اوکے بابا! سوری تم تو مذاق میں بھی سیریس ہوجاتی ہو تم سے اچھی میری کولیگز ہیں جو میرے مذاق کا جواب مذاق میں ہی دیتی ہیں اب تم ان سے جیلسی فیل کرو گی۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔

❀......❀......❀

وہ راکنگ چیئر کی بیک سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا اس کے سنجیدہ چہرے پر کچھ دکھ و کبیدگی

بھرے تاثرات تھے۔
کئی دنوں سے مما کا اصرار تھا کہ وہ شادی کرے کیونکہ وہ اب اسٹیبلشڈ تھا' خاندان کے کئی لوگ اسے داماد بنانے میں انٹرسٹڈ تھے اور اہم بات یہ تھی مما' پاپا بھی دل سے خواہاں تھے اس کی خوشیاں دیکھنے کے لیے اور وہ بھی ہامی بھر ہی لیتا اگر مما کی پسند کی کوئی لڑکی اس کی ہم سفر بننے کے لیے منتخب کی جاتی مگر یہاں بھی ہمیشہ کی طرح پاپا کی مرضی و پسند مساط کیے جانے کا ارادہ پروان چڑھ رہا تھا۔ ان کی ڈکٹیٹر شپ نے اس کی زندگی کے ہر اس پل کو بے رنگ و بو کر ڈالا تھا جو نوجوان زندگی کے بے فکر لاابالی و کھلنڈرے رنگ ہوتے ہیں اب مزید وہ ان خوف زدہ بداعتماد اور بے کیف رنگوں سے اپنی باقی ماندہ زندگی بے نور نہیں کرنا چاہتا تھا۔
''عمر! یوسف کے دوست کی بیٹی ہے' میں اس کا نام بھول گئی ہوں' وہ چاہتے ہیں آپ کی لائف پارٹنر وہ لڑکی بنے۔''
''مما! میں کب تک پاپا کی انگلی پکڑ کر چلوں گا؟ کب تک ان کی آنکھوں سے دیکھوں گا؟ کب تک ان کے ذہن سے سوچوں گا' میرے خیال میں اب مجھے پاپا کے مشوروں کی ضرورت نہیں۔ شادی میرا پرسنل میٹر ہے اور کس سے کرنی ہے یہ فیصلہ میں خود کروں گا' پاپا نہیں۔'' یک دم ہی سیل بج اٹھا تو وہ چونک کر سوچوں سے باہر نکلا تھا۔
''ہیلو۔'' اس نے اسکرین پر چمکتے نامانوس نمبر دیکھتے ہوئے کہا۔
''ہیلو...... کیسے ہیں آپ؟ آپ نے پلٹ کر خیریت ہی دریافت نہیں کی؟'' دوسری جانب سے خاصی دلکش و مترنم آواز ابھری تھی وہ دم بخود رہ گیا۔ کون تھی وہ جو اتنی اپنائیت سے بات کررہی تھی؟
''ہیلو...... ہیلو مسٹر عمر!'' آواز میں کچھ پریشانی در آئی۔ آپ نے مجھے پہچانا نہیں شاید' میں چاندنی ہوں' آپ نے میری......''
''اوہ یس! ایم سوری میں آپ کو پہچان نہ سکا تھا۔'' وہ آہستگی سے بولا۔
''اب تو پہچان لیا نا آپ نے؟'' اپنی گرم جوشی کے جواب میں اس کا سرسری انداز چاندنی کو مضطرب کرگیا جبکہ وہ اسی انداز میں کہہ رہا تھا۔
''جی' پہچان گیا ہوں' کہیے کیسے کال کی آپ نے' خیریت ہے؟'' چند لمحے خاموشی کے بعد التجائیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔
''جی' بے حد ضروری کام ہے میں فون پر نہیں بتا سکتی اگر آپ گھر تشریف لے آئیں تو بہت مہربانی ہوگی' آپ آئیں گے نا؟''
''ایسا کیا کام ہے جو آپ فون پر نہیں بتا سکتیں؟'' لہجہ سرد تھا۔
''کام ہی ایسا ہے اگر آپ نہ آنا چاہیں تو میں فورس نہیں کروں گی' ہم تنہا عورتوں کی مدد بھلا کوئی مرد کیوں کرنے لگا؟'' اس کا خوب صورت لہجہ ایک دم ہی بھیگ سا گیا اور ساتھ ہی لائن ڈسکنیکٹ کردی تھی۔ عمر چند ثانیے ہاتھ میں موجود موبائل فون دیکھتا رہا پھر وہ میٹھی میٹھی روٹھی روٹھی سی آواز حواسوں پر غالب آنے لگی تھی وہ کتنی دیر یونہی گم سم بیٹھا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
''ارے بیٹا! چاندنی یونہی بزدل و کمزور دل لڑکی ہے اس کی کال پر آپ اپنا کام چھوڑ کر آ گئے میں بے حد شرمندگی محسوس کررہی ہوں۔'' فردوس معذرتی لہجے میں سامنے بیٹھے عمر سے گویا تھیں جو سید ھا وہاں چلا آیا تھا۔
''بزدلی کی کیا بات ہے مما! رات میں نے خود محسوس کیا تھا کوئی گیٹ کھولنے کی کوشش کررہا تھا' کسی نے خاصی محنت کی تھی وہ تو شاید قسمت اچھی تھی جو لاک کھل نہ سکے اور وہ کئی لوگ تھے میں جو ذرا دور سے لگی کھڑی تھی ان کے قدموں کی آواز صاف سنی تھی۔'' وہاں موجود چاندنی نے خاصے بھولپن و خوف زدہ لہجے میں کہا۔
''آپ اسی ٹائم کال کرتیں مجھے' میں دیکھتا کون لوگ تھے؟''

"ارے اچھا ہوا بیٹا جو اس وقت چاندنی کو کال کرنے کا خیال نہیں آیا۔"

"کیوں کہہ رہی ہیں آپ اس طرح میں اسی لیے کارڈ دے کر گیا تھا کہ پریشانی میں آپ کی مدد کرسکوں۔" وہ خاصا مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

"وہ چور ڈکیت ہوں گے بیٹا اور ایسے لوگوں کے پاس اسلحہ لازمی ہوتا ہے بلاجھجک فائر کردیتے ہیں وہ لوگ۔ میں نہیں چاہتی ہماری وجہ سے آپ پر کوئی آنچ بھی آئے اللہ آپ کو ہمیشہ محفوظ رکھے بہت نیک و بے غرض بچے ہیں آپ کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے مجھے۔" وہ واری صدقے جانے لگیں۔

"آپ بہت نائس ہیں آنٹی! میں گارڈز آپ کے گیٹ پر لگا دیتا ہوں۔" وہ ان خوش اخلاق و سادگی پر اپنے سرد و خشک رویے پر نادم ہونے لگا۔

"ارے نہیں نہیں بیٹا! یہاں کے لوگ تو پہلے ہی ہم پر انگلیاں اٹھاتے ہیں ہم ماں بیٹی کے بارے میں نامعلوم کیا کیا نازیبا باتیں کرتے ہیں۔ دراصل مردوں کے معاشرے میں ہم جیسی بے سہارا عورتوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا' ہمیں لوٹ کا مال سمجھتے ہیں اگر ان چاہ پوری کردو تو ٹھیک ہے وگرنہ ہم جیسی بدنصیب عورتیں گالی بن کر رہ جاتی ہیں۔" باوجود ضبط کے ان کی آواز بھرا آگئی تھی۔ چاندنی کے موی رخساروں سے سفید موتی پھسلنے لگے کنول جیسی خوش نما آنکھوں میں طغیانی سی در آئی۔

"آنٹی! میں خود کو فرشتہ نہیں کہہ رہا لیکن آپ مجھے ان مردوں سے مختلف پائیں گی جو عورتوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کو مردانگی سمجھتے ہیں۔"

"جگ جگ جیو میرے بچے! آپ نے مردانگی کی لاج رکھی۔ ہے ہمارے لیے تو آپ فرشتہ ہی ہیں۔ ارے نماز کا ٹائم ہونے والا ہے پہلے میں کافی لاتی ہوں پھر نماز ادا کروں گی آج انکار کی گنجائش بالکل نہیں ہے بیٹا۔" وہ ایک دم ہی وال کلاک دیکھتی ہوئی اٹھی تھیں' ساتھ ہی اسے تنبیہ بھی کی تھی۔ چاندنی نے آنسو خشک کرلیے تھے مگر روٹھی روٹھی کھڑی تھی۔

"ایم سوری' میں نے آپ کو کال کی' نیکسٹ ٹائم نہیں کروں گی۔" عمر کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ ایک ادائے خفگی سے گویا ہوئی۔

"کیوں...... آپ شاید بے حد خفا ہیں مجھ سے' کیا ہوا؟" اس کے پُر وقار لہجے میں کچھ کچھ خجالت و تکلف سا تھا۔

"آپ کو احساس نہیں ہے کس قدر روڈ لہجے میں بات کی تھی آپ نے' لڑکیوں سے اس طرح بات کرتے ہیں کیا؟"

"میرے ایٹی ٹیوڈ سے آپ ہرٹ ہوئیں' میں گلٹی فیل کررہا ہوں دراصل' مجھے گرلز سے بات کرنے کے مینرز نہیں ہیں میرا مطلب ہے بس...... میری کسی سے فرینڈ شپ نہیں ہے اس لیے میں معذرت خواہ ہوں۔" اس کے وجیہہ چہرے پر شرمندگی آمیز دھیمی مسکراہٹ ابھر آئی تھی' وہ اس کے انداز پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"وعدہ کرتا ہوں اب بھی آپ سے اس لہجے میں بات نہیں کروں گا۔" اس کی مسکراتی نگاہوں میں محبت کی قندیلیں لو دینے لگی تھیں پھر اس کی بے رنگ زندگی میں چاندنی کرنیں پھیلانے لگی اور وعدے و ملاقاتیں بڑھنے لگیں۔

❀......●......❀

رضوانہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کڑی نگاہوں سے بیٹی کو دیکھا تھا جو فون پر باتیں کررہی تھی ان کو آتے دیکھ کر جلدی سے الوداعی جملے کہہ کر فون بند کردیا تھا اور بکھرے کشنز سمیٹنے لگی تھی۔

"کب ختم ہوں گی تمہاری لاابالی حرکتیں' شرم کرو کچھ۔ حماد لڑکا ہے وہ ان نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتا جو تم باآسانی سمجھ سکتی ہو مگر تم ہو کے کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔ گھر میں وہ ساتھ ساتھ رہتا ہے اور گھر سے باہر ہو تو تم فون سے دور ہٹنا گوارا نہیں کرتی۔"

"ممی! کیوں آپ ہم پر اتنی نظر رکھتی ہیں؟ حماد کوئی

غیر نہیں ہے میرا کزن ہے اور ہم ایک دوسرے کے ہونے والے ہیں یہ آپ لوگوں کا ہی فیصلہ ہے پھر اعتراض بھی آپ لوگ ہی کرتے ہیں ہمارے ملنے جلنے پر؟"

"ہاں یہ ہمارا ہی فیصلہ ہے کہ تم دونوں کی شادی کردی جائے لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ تم خاندانی اقدار کی پامالی کرو۔"

"ممی! میں اور حماد ملتے ضرور ہیں مگر خدا گواہ ہے ہم نے کبھی بھی آپ کی محبت اور اعتماد کو معمولی سا بھی داغدار کرنے کی سعی نہیں کی کبھی بھی۔" اس کی شفاف نگاہیں و مضبوط لہجہ اس کی بات کی گواہی دے رہا تھا۔

"مانتی ہوں میں تمہاری ہر بات سچی ہے حماد کے اعلیٰ کردار سے بھی میں واقف ہوں مگر بیٹی! ہم خاندانی لوگ ہیں ہمارے ہاں یہ سب معیوب سمجھا جاتا ہے۔ عارف بھی میرے سگے پھوپی زاد تھے بچپن میں ہی ہماری منگنی کردی گئی تھی جب ہم ان رشتوں کے معنی سے بھی ناواقف تھے ہمارے درمیان تب سے ہی پردہ حائل کردیا تھا پھر وہ پردہ شادی پر ہی ختم ہوا تھا۔" رضوانہ نے مسکراتے ہوئے اس کو رسانیت سے سمجھایا۔

"ممی! وہ سب اس دور میں ممکن تھا جو گزر گیا آپ اس دور کی بات کریں جہاں کوئی رشتہ نہ ہونے کے باوجود بھی رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔"

"جو ناجائز رشتے کہلاتے ہیں اور ان رشتوں کی گند پورے معاشرے کے بگاڑ کا باعث بن رہی ہے شریف لوگوں کا جینا ہی مشکل ہوگیا ہے۔"

"اُفوہ ممی! آپ غلط سمجھ رہی ہیں سب جگہ ایسا نہیں ہوتا۔"

"میں صرف تمہاری بات کررہی ہوں آج ایسی کوئی بات نہیں کرو جو کل تمہیں پچھتانے پر مجبور کردے۔" وہ ماں کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

❁......❁......❁

یوسف صاحب کی زیرک نگاہیں خاموشی سے بیٹے کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں چائے کا مگ جس کے لبوں سے لگا ہوا تھا مگر نگاہیں بار بار رسٹ واچ کو چھو رہی تھیں۔ لوازمات سے بھری ٹیبل سے ماں و بہن کے اصرار پر بھی کچھ نہیں لیا تھا نا معلوم ان کے خوف سے یا مروتاً ہاف کپ پی لے لی تھی۔

"برخوردار! کس سے ملنے کی ایسی بے قراری ہے جو کچھ ٹائم اپنی فیملی ممبرز کے ہمراہ گزرنا بھی محال لگ رہا ہے آپ کو؟" وہ تیکھے لہجے میں عمر سے مخاطب ہوئے تھے عمر نے ماں کی طرف دیکھا جن کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کانپ گئی چہرے کا رنگ پھیکا پڑنے لگا۔

"فرینڈ سے ملنے جارہا ہوں۔" اس نے نگاہیں اٹھائے بغیر آہستگی سے کہا۔

"فرینڈ سے...... یہ فرینڈ کون ہے جس کے آگے گھر والوں کی اہمیت صفر ہے۔"

"آپ کہاں جانتے ہیں عمر کے سارے فرینڈز کو۔"

"جانتی تو تم بھی نہیں ہو صاحب زادے کے سارے فرینڈز کو لیکن یہ کوئی نئی دوستی لگتی ہے جس نے تمام ہوش و حواس سلب کردیئے ہیں میں بھی ملنا چاہوں گا اس نئے فرینڈ سے میں بھی ساتھ چل رہا ہوں۔" یوسف کی جہاندیدہ نگاہوں نے اس کی بے قراری سے کچھ اخذ کرلیا تھا یا شاید وہ اس میں بغاوت کی بو سونگھ چکے تھے۔ عمر کے چہرے کا رنگ سرخ ہوگیا تھا اس نے جھٹکے سے مگ ٹیبل پر رکھا تو وہاں موجود ملائکہ نے سراسیمہ ہوکر ماں کی طرف دیکھا جو پہلے ہی بدحواس تھیں۔

"پاپا! اب مجھے آپ کی گائیڈنس کی ضرورت نہیں ہے پلیز میں اچھے اور برے کی تمیز کرسکتا ہوں مجھے گائیڈ کرنا چھوڑ دیں آپ پلیز۔" سالوں کی دل میں بھری کدورت آج زبان پر در آئی تھی ماحول یک دم مکدر ہوگیا۔ فضا گویا ایک دم ہی ساکت ہوگئی مہربانو اور ملائکہ دہل کر رہ گئی تھیں جبکہ عمر آتش فشاں کی مانند کھڑا تھا۔

"گڈ نیوز ہے...... ماشاء اللہ میرا بیٹا جوان ہی نہیں عقل مند بھی ہوگیا ہے اعلیٰ فہم و فراست کا مالک بن گیا اور ہمیں خبر ہی نہیں ہوئی۔" عمر کے اس بدلے ہوئے انداز

سے وہ ذرا بھی مرعوب نہیں ہوئے تھے۔

"یوسف! آپ بھی بے وجہ کی باتیں کرتے ہیں جانے دیں عمر کو یہ فرینڈ سے ملنے جا رہا ہے جلد واپس آ جائے گا۔" مہربانو نے حوصلہ کر کے ان کے درمیان بات کو طول پکڑنے سے روکا تھا۔

"جائے شوق سے جائے لیکن ایک بات تم بھی کان کھول کر سن لو باہر کی دوستیاں باہر ہی رہنی چاہئیں اس گھر میں تمام فیصلے کرنے کا اختیار مجھے ہے اور......" وہ عمر کو گھور کر گویا ہوئے۔ "مجھے ہی رہے گا اپنے حق کے لیے میں کسی کی پروا کرنے والا نہیں ہوں۔" ان کے لہجے میں عجیب قطعیت و جارحیت تھی وہ گھر سے چلا آیا تھا گھر سے کچھ دور چوک پر چاندنی اس کا انتظار کر رہی تھی وہ احتیاطی تدابیر کے تحت یہی طریقہ کار اپنائے ہوئے تھی۔ شروع میں عمر نے سخت ناپسند کیا تھا اسے اس طرح پک اینڈ ڈراپ کرنے پر ان ماں بیٹی نے بدنامی رسوائی اور لوگوں کی باتوں وطعنوں کا خوف ظاہر کیا تو اس کی سمجھ میں بھی بات آ گئی تھی کیونکہ وہ چاندنی کو دل و جان سے چاہنے لگا تھا اور جانتا تھا ماں اور بہن اس کی خوشی میں خوش ہوں گی اس کے برعکس باپ کو منانا ازحد مشکل اور صبر طلب مرحلہ ہوگا کیونکہ وہ خاندان سے باہر بیٹی دینے اور لینے کے بہت خلاف تھے اس دور میں بھی وہ اپنی روایات کے قائل تھے۔

چند ملاقاتوں میں وہ چاندنی کے اس قدر قریب آ گیا تھا کہ اب جدائی کا تصور بھی سوہان روح تھا۔ دوسری طرف چاندنی کی بھی یہی خواہش تھی وہ جلد از جلد اس کی بن جانا چاہتی تھی وہ اور اس کی ممی مل کر اس پر شادی کے لیے دباؤ ڈال رہی تھیں آج بھی وہ ڈنر کرنے اپنے پسندیدہ ہوٹل میں آئے تو چاندنی نے اسے پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی۔

"بہت اداس لگ رہے ہو جھگڑا ہوا ہے کسی سے؟" مینیو کارڈ نظر انداز کر کے اس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"نہیں کسی سے جھگڑا نہیں ہوا۔" اس نے مخروطی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"کوئی تو بات ہے جو موڈ اتنا آف ہے کیا شادی کی بات کی ہے؟"

"شادی کی بات......؟ تم میرے پاپا کی فطرت سے واقف نہیں ہو وہ نیرو مائنڈڈ بیک ورڈ اور بے حد سیلفش ہیں وہ آسانی سے ہماری شادی نہیں ہونے دیں گے۔" وہ گویا خود سے ہم کلام تھا شدید ڈپریشن کے باعث اس کی صاف پیشانی پر نیلی رگ ابھر آئی تھی۔

❀......❀......❀

"ارے تم سے ابھی تک یہ پیاز نہیں کٹی حد ہوتی ہے نالائقی اور پھوہڑپن کی بھی سورج سر پر چڑھ آیا ہے تمہارے بابا اور حماد کے گھر واپسی میں کیا ٹائم رہ گیا ہے ان کو وقت پر کھانا نہ ملے تو گھر سر پر اٹھا لیتے ہیں اور تم ہو کے ذرا سی پیاز کاٹ کر آنکھیں بند کیے بیٹھی ہو۔" رضوانہ نے کچن میں قدم رکھتے ہی پیاز کا ڈھیر جوں کا توں رکھا دیکھ کر غصے میں کہا۔ مائدہ ایک پیاز کاٹنے کے بعد آنکھوں میں ہونے والی جلن کے باعث بے حال تھی پیچھے آتی رخسانہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"توبہ ہے رضوانہ! کبھی نرمی سے بھی بات کر لیا کرو بچی سے تمہاری زبان جوریل کی طرح چلتی ہے تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی۔"

"باجی! آپ اس کی ناجائز طرف داری ہر وقت نہ کیا کریں ایگزامز سے فارغ ہوگئی ہے اب گھر داری سیکھ لینی چاہیے تاکہ ہم کبھی گھر میں نہ ہوں تو یہ کھانا پکا سکے ابھی بھی دیکھیں قورمے کے لیے پیاز کاٹنے کو دے کر گئی تھی کہ آتے ہی پکا لوں گی مگر یہ مہارانی ایک پیاز کاٹ کر آنسو بہانے بیٹھ گئی ہے ایسا بھی ہوتا ہے کیا؟" وہ بڑبڑاتے ہوئے کام میں لگ گئی تھیں۔

"اپنا دل مت جلاؤ آہستہ آہستہ سب کام کرنا آ جائے گا اور قورمہ چکن کا پکنا ہے جو منٹوں میں پک جاتا ہے۔" مائدہ کو آنکھ کے اشارے سے باہر جانے کا کہہ کر وہ بھی پیاز کاٹنے لگی تھیں۔

"جان بچی سو لاکھوں پائے کے مصداق پاؤں دبا کر

بھاگ لو یہاں سے تم۔" وہ اسے جاتے دیکھ کر طنزاً گویا ہوئی تھیں' مائدہ جھجک کر رک گئی۔

"لان میں کپڑے سوکھ چکے ہوں گے ان کو پریس کر کے ہینگ کرو۔"

"جی اچھا ممی!" وہ کہہ کر باہر نکل آئی اور باہر لگے بیسن سے منہ ہاتھ دھو کر بالوں میں برش کر کے وہ لان کے اس حصے کی طرف چلی آئی جہاں پر ماربل کا فرش گھاس و پودوں سے خالی تھا۔ سرخ ٹائلز والی چھت اور جدید طرز سے بنا یہ کبھی گیراج کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ آصف کی وفات کے بعد عارف کاروباری کرائسز میں ایسے پھنسے کے یکے بعد دیگرے دونوں گاڑیاں فروخت کرنی پڑی تھیں' بینک بیلنس صفر ہو کر رہ گیا تھا۔

حالات ان تھک محنت کے بعد پہلے جیسے تو نہ ہو سکے تھے البتہ بہتر ضرور تھے انہوں نے اپنے استعمال کے لیے ایک پرانی شیراڈ خرید لی تھی۔ حماد نے ان کے لیدر کے بزنس میں دلچسپی نہ لی تھی وہ ڈاکٹر بننا چاہتا تھا اس کے شوق کو دیکھتے ہوئے انہوں نے اسے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن دلایا تھا اور ساتھ ہی بائیک بھی دلا دی تھی۔

مائدہ کامرس کا ایگزام دے کر فارغ تھی وہ تمام کپڑے سمیٹ کر اندر جانا ہی چاہتی تھی جب اس کی نگاہ شیڈ کے نیچے کھڑی حماد کی بائیک پر پڑی تو وہ چونک گئی۔

"ارے تم کب آئے؟" وہ کپڑے روم میں رکھ کر اس کے روم میں چلی آئی' جو خلاف عادت خاموش و سنجیدہ بیڈ پر نیم دراز گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ابھی' کچھ ہی دیر پہلے آیا ہوں' بیٹھو نا تم۔" وہ چونک کر گویا ہوا۔

"کیا بات ہے حماد! تم خاموشی سے گھر آئے اور اب پریشان اور اداس دکھائی دے رہے ہو اس طرح سیریس تو تم کبھی نہیں ہوئے۔" وہ بھی خاصی پریشان ہو کر استفسار کرنے لگی۔

"رات ایک کیس آیا ہسپتال میں وہ دونوں گرل بوائز محبت کرتے تھے شادی کرنا چاہ رہے تھے لیکن وہ ہی

غزل

آنکھوں آنکھوں میں بچھڑنے کا اشارہ کر کے
خود بھی رویا بہت وہ ہم سے کنارہ کر کے
سوچتا رہتا ہوں تنہائی میں بیٹھ کے انجام خلوص
پھر اسی جرم محبت کو دوبارہ کر کے
چکا دی ہیں تیرے شہر کی گلیاں میں نے
اپنے ہر اشک کو پلکوں پہ ستارا کر کے
چلو دیکھ لیتے ہیں حوصلہ اپنے دل کا ہم
کچھ روز تیرے بغیر گزارہ کر کے
ایک ہی شہر میں رہنا ہے ملنا نہیں
چلو دیکھ لیتے ہیں یہ اذیت بھی گوارا کر کے
اس بار محبت میں خسارا نہ ہو شاید
چلو دیکھ لیتے ہیں اس دل کو پھر سے تمہارا کر کے

اعتبار ساجد

سمیرا تعبیر...... سرگودھا

ہمارے معاشرے کے فرسودہ رسم و رواج' ذات و پات' امیری و غریبی کی بے جا چپقلش ان کی راہ کی رکاوٹ بن گئی اور ان کو انتہائی موڑ پر لے گئی۔"

"اوہ...... ایسا کیا ہوا ان کے ساتھ؟" اس کی پریشانی میں وہ بھی شریک ہوگئی تھی۔

"انہوں نے زہر کھا کر خودکشی کرلی۔" وہ اضطرابی کیفیت میں مبتلا تھا۔

"مائی گاڈ! حماد یہ تو بہت برا طریقہ ہے گناہ کی موت۔"

"اس کے ذمہ دار وہ والدین ہیں جو نہ مذہبی اقدار کو مانتے ہیں' اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے آگے بچوں کی خواہشوں کو رد کر دیتے ہیں۔" کہتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بکھرے بال اور سرخ آنکھیں وہ بکھرا بکھرا لگ رہا تھا۔

"لڑکی کی ڈیڈ باڈی اس کے گھر والے لے گئے وہ جانبر نہ ہو سکی تھی اور وہ لڑکا بچ گیا ہے دو دن بعد ہوش آیا ہے اسے اور آنکھ کھولتے ہی اس نے اپنی محبوبہ کا پوچھا گھر والوں نے جھوٹ کہہ دیا وہ لڑکی گھر چلی گئی ہے اس کے

صحت مند ہوتے ہی ان کی شادی کردی جائے گی۔ لڑکا خوش ہے اس کی خودکشی رنگ لے آئی اب گھر والے پچھتا رہے ہیں ان کی شادی کروا دیتے تو اچھا ہوتا اور میں سوچ رہا ہوں چند ہفتے بعد وہ ڈسچارج ہوکر گھر جائے تو گھر والے کب تک اسے بہلائیں گے؟ جب اس پر یہ انکشاف ہوگا کہ ساتھ جینے و مرنے کی قسمیں کھانے والے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئے ہیں، جدا ہوگئے ہیں تو وہ کس طرح فیس کرے گا؟" اس کی آنکھوں میں نمی تھی وہ یک ٹک مائدہ کو دیکھ رہا تھا۔

"سوسیڈ..... لیکن تم ایک ڈاکٹر ہو حماد! اس طرح کیسز کو خود پر حاوی کرو گے تو تم کسی کو انجکشن بھی نہیں لگا پاؤ گے، ڈاکٹرز تو بہت سخت دل ہوتے ہیں اور اس فیلڈ میں سنگ دل ہونا ہی بیسٹ ہے۔" اس نے رسانیت سے اس کو سمجھانے کی سعی کی تھی۔

"میں اپنے پیشے کی ریکوائرمنٹ پوری کرتا ہوں مائدہ! مگر اس حادثے نے میرے دل پر بے حد اثر ڈالا ہے میں نے رات سے کچھ نہیں کھایا یہاں تک کہ کافی تک نہیں پی اس لڑکے کی نگاہوں میں جو لگن کی جوت جلتی میں دیکھ رہا ہوں، وہ جوت بجھے گی تو اس کی زندگی ہی اندھیر ہوجائے گی۔"

❁ ❁ ❁

سگریٹ کے لمبے لمبے کش لگاتی فردوس ترچھی نظروں سے بیٹی کو دیکھ رہی تھیں جو سیل کان سے لگائے محو گفتگو تھی اس کے چہرے کے بنتے بگڑتے زاویوں کے ساتھ ساتھ ان کی نگاہوں کا ارتکاز بھی بدل رہا تھا۔

"ہوں، کیا کہہ رہا ہے عمر! بات کی اس نے شادی کی یا محض ٹائم پاس کررہا ہے دوسرے لوگوں کی طرح جو آتے ہیں دل بہلاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں؟" اس کے چہرے پر چھائی غم و جھنجلاہٹ دیکھ کر وہ طنزاً گویا ہوئی تھیں۔

"مما! وہ عام لوگوں جیسا بالکل بھی نہیں ہے اس نے کبھی کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کی ہے، بہت محبت کرتا ہے وہ مجھ سے عزت کرتا ہے۔"

"مردوں کے کئی روپ ہیں، میری جان! یہ سب تم کو عمر گزرنے کے ساتھ معلوم ہوگا میں کہتی ہوں بلاوجہ اس لڑکے کی خاطر ٹائم ضائع نہ کرو وہ ٹیڑھے مزاج کے باپ کی اولاد ہے اس کے مزاج میں سیدھا پن کس طرح ہوسکتا ہے۔ وہ صرف تمہیں الجھا رہا ہے کسی موقع کی تلاش میں ہے جب بھی موقع ملا وہ تمہیں دودھ میں مکھی کی طرح نکال پھینکے گا۔"

"عمر ایسا نہیں ہے یہ مجھے یقین ہے مما!" وہ بکھرے بالوں کو سمیٹتی ہوئی بولی۔

"نامعلوم تم کن خوش فہمیوں کی وادی میں گم رہنے لگی ہو چاندنی! عمر کی خاطر تم نے دوسرے فرینڈز پر دروازے بند کردیے ہیں اور محسوس ہوتا ہے تم اپنے ساتھ میرے نصیب پر بھی قفل لگا رہی ہو تمہاری اس بے رخی سے یہاں آنے والے ہمارے دشمن بن جائیں گے۔ ان لوگوں کی وجہ سے ہم یہاں رہ رہے ہیں ورنہ سب سے بڑا ہمارا مخالف عمر کا باپ ہے اور اسے کسی روز معلوم ہوگیا عمر سے تمہاری دوستی کا تو نامعلوم وہ کیا کر گزرے گا۔" اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں بجھاتے ہوئے اندیشوں بھرے لہجے میں کہا۔

"میں شادی کے بعد عمر کو اس کے گھر میں نہیں رہنے دوں گی، ہم تینوں لندن شفٹ ہوجائیں گے۔ عمر اپنے والدین کو راضی کرلے گا تو ہم یہاں سے شفٹ کر جائیں گے پھر عمر کا باپ بھی ہم کو پہچان نہ سکے گا۔" چاندنی نے بھی سگریٹ سلگاتے ہوئے مستقبل کی باتیں کی تھیں۔

"وہ آج ہی اپنی مما اور بہن سے بات کرے گا۔"

"اچھا جو بھی کرنا ہے، جلدی کرو ویسے بھی عمر کے باپ سے ہی ہمیں زیادہ خطرہ ہے اور عمر ہی اس کے غرور کو چکنا چور کرسکتا ہے۔"

❁ ❁ ❁

مہرالنساء بیٹے کی خواہش جان کر سکتے میں رہ گئی تھیں دل پر پہاڑ جیسا بوجھ آن پڑا تھا جبکہ وہ ان کی حالت سے بے

خبر کہہ رہا تھا۔

"مما! چاندنی نہایت نیک اور حسین لڑکی ہے اور اس کی ممی بھی نفیس و اعلیٰ کردار کی مالک ہیں' شوہر کی وفات کے بعد چاندنی کی پرورش انہوں نے بہت مشکل حالات میں کی ہے۔ تنہا عورت ہو کر بھی بڑی بہادری کے ساتھ کٹھن وقت کا مقابلہ کر کے چاندنی کو تعلیم و تہذیب سکھائی ہے۔"

"بیٹا! آپ اپنی پڑوس میں رہنے والی ماں بیٹی کی بات کر رہے ہیں؟" دل میں ایک موہوم سی آس ابھری شاید بیٹا کسی اور کے متعلق کہہ رہا ہو۔

"جی ممی...... فردوس آنٹی اور چاندنی کی بات کر رہا ہوں۔" وہ بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے بولا اور ان کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا' سنجیدہ و بُردبار بیٹے نے پہلی بار کوئی لڑکی پسند کی بھی تو......

"کیا آپ ٹھیک ہیں مما! آپ کی طبیعت ٹھیک ہے...... کیا ہوا آپ کو؟" وہ ان کو پسینہ پسینہ دیکھ کر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

وہ بیڈ پر ڈھے گئیں۔ موسم بے حد سرد باہر تیز و تند ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے اس نے تیزی سے پردے ہٹا کر کھڑکیوں کھول دیا تھا' فین آن کر کے لابی میں رکھے ڈسپنسر سے گلاس میں پانی بھر لایا اور قریب بیٹھ کر اپنے ہاتھوں سے پلایا۔

"میں ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں ابھی۔" وہ گلاس رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں' میں ٹھیک ہوں اب۔" وہ شال سر پر ڈالتی ہوئیں اٹھ بیٹھیں۔

"مما! میں یہ سوچ کر بے حد ایکسائٹڈ تھا کہ آپ میری بات سن کر بے حد خوش ہوں گی کیا آپ کی ہی خواہش تھی نا کہ میں کوئی اچھی پیاری سی لڑکی پسند کرلوں مگر آپ کا برتاؤ بتا رہا ہے آپ کو میری بات سن کر صدمہ پہنچا ہے۔"

"وہ لوگ کون ہیں...... کیا کرتی ہیں؟ محلے میں ان کے بارے میں کیا باتیں پھیلی ہوئی ہیں' لوگ ان کے

دعا

بھلائی کرو گے بھلائی ملے گی
دعائیں جو دو گے دعا ہی ملے گی
سچ بولنے کا قصد جو کرو گے
جھوٹ سے تم کو رہائی ملے گی
خدمت کرو گے جو دوسروں کی
باطن کی تم کو صفائی ملے گی
ہر اک پل پکارو گے جو تم خدا کو
واللہ رب کی ثنائی ملے گی
صلی علیٰ کا جو ورد کرو گے
صبائے مدینہ آئی ملے گی
رضائے محمد ﷺ رضائے خدا ہے
کلمہ سے تم کو بقائی ملے گی
شمع ہدایت کی مانگو دعائیں
شرارت کی یک جائی ملے گی
کوثر خالد سر کو جھکاؤ
پھر ہی تجھے اونچائی ملے گی

کوثر خالد...... جڑانوالہ

بارے میں کیا کہتے ہیں؟ یہ سب آپ نہیں جانتے" وہ گھر بسانے والی عورتیں نہیں ہیں۔"

"پلیز مما! آپ ایسی باتیں کر رہی ہیں میں نے کبھی بھی آپ کے منہ سے کسی کے لیے برائی نہیں سنی ہے اور آپ ان پر بہتان تراشی کر رہی ہیں جو ہمارے معاشرے کی ستائی ہوئی مظلوم اور بے سہارا عورتیں ہیں آپ کب سے دوسروں کی باتوں پر یقین کرنے لگیں' لوگوں کا تو کام ہی دوسروں کی عزت نیلام کرنا ہوتا ہے۔" اس کے لہجے میں حیرانی و تنفر کی آمیزش تھی۔

"لوگوں کی بات نہیں کر رہی ہوں میں عمر! ان عورتوں کو خود آپ کے پاپا نے دیکھا ہے غیر مردوں کے ساتھ وہ ان کے سخت خلاف ہیں۔"

"اوہ پاپا! ان کو پوری دنیا خراب و بدمعاش دکھائی دیتی ہے سوائے اپنے' نامعلوم سب خاندانیت کا زعم ان کے دل

سے زائل ہوگا۔"

"عمر! یہ کس لہجے میں اپنے باپ کے لیے بات کررہے ہو آپ؟ ایک تھرڈ کلاس لڑکی کی خاطر باپ کی عزت وادب فراموش کربیٹھے ہو؟" وہ حیرت ودکھ سے اس کی برہمی ونفرت آمیز لہجہ دیکھ رہی تھیں' کچھ دنوں سے وہ بدلا بدلا تھا' خشک رویہ اور سب سے بے نیازی کا یہ سبب ہوگا ان کو معلوم نہ ہوسکا تھا۔

"میں کوئی گستاخی نہیں کررہا ہوں' پاپا کی فطرت آپ بھی بخوبی جانتی ہیں کسی کو بھی ناپسند کرنے کے لیے ان کو وجہ ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے خوامخواہ لوگوں سے دشمنیاں کرنے کا کریز ہے ان کو۔"

"عمر...... عمر میرے بچے...... ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو کوئی اپنے باپ کے لیے اس طرح بولتا ہے انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا تم لوگوں کے لیے؟" وہ آنے والے وقت سے خوف زدہ ہوکر رونے لگی تھیں۔

"مما! آپ مجھے ایموشنل بلیک میل کرنے کی سعی نہ کریں' میں چاندنی کے علاوہ کسی اور لڑکی کو بیوی بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"

"میرے بچے! آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے یوسف پر بھروسہ نہیں ہے تو جاکر محلے کے لوگوں سے دریافت کرو' ساری حقیقت سامنے آجائے گی۔ آپ محلے میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اگر رکھتے تو ان چالباز عورتوں کے جال میں نہ پھنستے اس بری طرح سے جنہوں نے آپ کو ماں و باپ کا احترام ہی بھلا دیا ہے۔" وہ آبدیدہ تھیں۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے مما' چاندنی نائس لڑکی ہے۔"

"میں بھی بیٹی کی ماں ہوں اور بیٹیوں کی عزت و حرمت مجھے بھی بے حد عزیز ہے لیکن اس قسم کی لڑکیاں گھر تباہ کرسکتی ہیں' بسا نہیں سکتی آپ اس کو بھول ہی جاؤ تو اچھا ہے۔" بیٹے کی ہٹ دھرمی و بدلحاظی ان کے اندر سوئی عورت کو جگا گئی۔ بلکتی ممتا کو نظرانداز کرکے وہ سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔

"آپ میرا ساتھ نہیں دیں گی؟"

"ہرگز نہیں۔"

"یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے؟"

"ہوں...... یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"ایک بار پھر سوچ لیں' مما! میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔" ان کو سخت و بے لچک دیکھ کر اس نے دھمکی دی۔

"جائیں' چلے جائیں...... ایک لڑکی کی خاطر ہم کو چھوڑنے کا ظرف ہے آپ میں تو ہم بھی آپ کے بغیر جینا سیکھ لیں گے۔" اس نے جلتی آنکھوں سے ایک نگاہ ان پر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا۔

❀......❀......❀

"حماد! تم نے کیوں اس لڑکے کی اسٹوری خود پر حاوی کرلی ہے اب تو اسے ڈسچارج ہوئے بھی کئی دن ہوچکے ہیں' مصروف ہوگیا ہوگا وہ اپنی زندگی میں اس دنیا میں مرنے والے کے پیچھے کوئی مرتا نہیں ہے۔" وہ ہسپتال سے آیا تو وہ اس کے لیے کافی دیتے ہوئے بولی۔

"تم کس طرح سے کہہ سکتی ہو؟ وہ ہماری طرح ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے' کیا تم میرے بغیر اور میں تمہارے بنا رہ سکتا ہوں' بتاؤ مجھے؟ تمہارے دل سے بھی میری طرح یہی صدا آرہی ہے نا' نہیں کبھی نہیں۔"

"خدا کے واسطے حماد! کیوں اس طرح کی باتیں کررہے ہو تم؟ ہمارے والدین نے ہمارا رشتہ طے کیا ہے' تعلق جوڑا ہے' تم ان سے کمپیئر کیوں کررہے ہو اپنے آپ کو۔ ہمارا معاملہ تو بالکل مختلف ہے ان سے۔"

"میں یہ سوچ کر شاکڈ ہونے لگتا ہوں جب اس لڑکے کو معلوم ہوگا وہ لڑکی دنیا میں نہیں ہے اسے تنہا چھوڑ کر جاچکی ہے تو......"

"تو کچھ نہیں اس کو چند دن افسوس ہوگا پھر وہ کسی دوسری کو چاہنے لگے گا' اب یہ لیلیٰ مجنوں کا دور تو ہے نہیں جو مجنوں لیلیٰ لیلیٰ چیختا صحراؤں میں گم ہوجائے۔ اس دور میں جتنا گہرا زخم لگتا ہے وہ اتنی تیزی سے بھرتا ہے' پلیز تم یہ کافی پیو ٹھنڈی ہوجائے گی۔" اس نے موضوع بدلتے ہوئے کافی کا مگ اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"آج ڈنر باہر کرتے ہیں' آؤٹنگ سے موڈ چینج ہوگا۔" کئی دنوں بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ چمکی تھی۔

"جی نہیں' بابا اور ممی نے سختی سے پابندی لگادی ہے باہر جانے پر۔"

"ناممکن' تمہیں لے جانے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"صرف چند دنوں کی بات ہے پھر ہمیں کوئی نہیں روکے گا۔" وہ گردن جھکا کر شرمیلے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میں ابھی بھی کسی پابندی کو نہیں مانتا۔" اس کے معاملے میں وہ اسی طرح جذباتی ہوجایا کرتا تھا۔

"میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گی حماد! ہماری شادی میں زیادہ عرصہ نہیں ہے وہ ہی کروں گی جو ہمارے بڑوں کا حکم ہے۔" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی مگر ٹوٹنے کی آواز دور تک آئی تھی۔

❁......❁......❁

"واؤ مما!" چاندنی سیل فون اچھالتے ہوئے ماں سے لپٹ گئی۔

"ارے بہت خوش لگ رہی ہو کیا عمر نے اپنے والدین کو منالیا؟"

"منالیا ہونہہ...... مما! عمر نے اس بڈھے سے وہ سارے بدلے ایک ساتھ لے لیے ہیں جو ذہنی طور پر ہمیں ٹارچر کرتا رہا تھا آج اسی اکڑو کا بیٹا اس کے شملے پر لات مار کر مجھ سے کورٹ میرج کرنے والا ہے۔"

"ارے میں واری' میں قربان...... یہ تو بڑی انہونی خبر ہے لیکن یہ سب ہوا کیسے...... یہ خبر سچ تو ہے' تم نے غلط تو نہیں سنا؟" اس کے ساتھ خوشی میں جھومتی وہ وسوسے کا شکار ہوئی۔

"ارے نہیں بھئی یہ سب میرے حسن کا کرشمہ ہے' محبت کا جادو ہے۔ عمر نے بتایا اس کی مما نے ہم ماں بیٹی پر گھٹیا الزامات لگائے جو وہ برداشت نہ کرسکا اور ان کے درمیان خوب تلخ کلامی ہوئی' اس دوران اس کا باپ بھی وہاں آگیا تھا مگر کمرے میں آنے کے بجائے باہر چھپ کر ان کی باتیں سنتا رہا تھا' جب عمر کمرے سے نکلا تو اس نے عمر کو خوب کھری کھری سنائی اور عاق کرنے کی دھمکی دی۔"

"اُف یہ تو سراسر گھاٹے کا سودا ہوا' اب عمر کو باپ کی پراپرٹی سے پھوٹی کوڑی بھی ملنے والی نہیں ہے' ہمیں اس کنگلے کا کیا کرنا ہے۔" فردوس کے ارمانوں پر ایک دم اوس پڑ گئی تھی۔

"بائی گاڈ! مرا ہاتھی بھی سوا لاکھ کا ہوتا ہے مما! عمر نے اپنی پراپرٹی بھی ٹھیک ٹھاک بنالی ہے پھر اس کا اپنا بزنس ہے وہ باپ کے پیسے کا ذرا بھی محتاج نہیں ہے' بہت دولت ہے اس کے پاس۔"

"واہ ماں صدقے' کمال کردیا چاندنی' بڑھاپا سنور جائے گا میرا۔ کان کھول کر سن لو شروع میں نیک بیوی جیسا حلیہ رکھنا ہوگا تاکہ عمر کو کسی بھی قسم کا شک نہ ہو بعد میں سب ہینڈل کرلوں گی میں۔ بس ابتدائی دنوں میں کچھ تکلفات ہوں گے۔" وہ دیوار گیر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہاں ہاں فکر نہ کرو' کوئی شکایت کا موقع نہیں دوں گی' اچھا چلو سامان سمیٹیں اب یہ گھر چھوڑنا ہوگا۔" وہ بے حد خوش تھیں' معاً ڈور بیل بجی تو فردوس نے گیٹ کھولا اور خوف سے چیخ پڑی تھی۔

(آخری قسط آئندہ ماہ)

❁

محبت ایسا نغمہ ہے
اقرا صغیر احمد
Scanned By Amir

میں پتھر ہوں مگر سچ بولتا ہوں
وہ آئینہ ہے اور سچا نہیں ہے
صراطِ عشق پر مڑ کر نہ دیکھو
پلٹنے کا کوئی رستہ نہیں ہے

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

آصف اور عارف دو بھائی ہیں آصف صاحب کے اچانک انتقال کے بعد عارف کاروباری کرائسز میں ایسے پھنسے کہ یکے بعد دیگرے دونوں گاڑیاں فروخت کرنی پڑی تھیں۔ بینک بیلنس صفر ہوگیا تھا حالات انتھک محنت کے بعد قابو میں آئے لیکن پہلے جیسے نہیں ہوسکے تھے سان کے بیٹے حماد نے ان کے برنس میں دلچسپی نہیں لی اور میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لے لیا اور اب وہ ہاؤس جاب کررہا ہے۔ مائدہ آصف کی بیٹی ہے اور انہی کی خواہش پر مائدہ اور حماد کی منگنی ہوئی ہے مائدہ کامرس کا ایگزام دے کر اب فارغ ہے اور گھر کے کاموں میں دلچسپی ناں ہوتے ہوئے بھی رضوانہ بیگم کا ہاتھ بٹاتی ہے جس پر ذرا سی کوتاہی پر اسے امی کے عتاب کا نشانہ بننا پڑتا ہے جبکہ تائی جی (رخسانہ بیگم) اس کی سائیڈ لے کر مائدہ کو بچا لیتی ہیں۔ یوسف صاحب اور مہر بانو کی دو اولادیں ملائکہ اور عمر ہیں ملائکہ کالج میں پڑھ رہی ہے اور عمر برنس مین ہے۔ یوسف صاحب سخت گیر باپ ہیں انہیں بچوں کا آزادی سے گھومنا پھرنا پسند نہیں ہے وہ چاہتے ہیں کہ بچے اب بھی ان کی انگلی پکڑ کر چلیں اس لیے گھر کے سب فیصلے وہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور کسی کو اس میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یوسف صاحب عمر کی شادی اپنے دوست کی بیٹی سے کرنا چاہتے ہیں۔ چاندنی ایک بگڑی ہوئی لڑکی ہے اس کا آئے دن کسی نہ کسی کے ساتھ افیئر رہتا ہے۔ اس کی ماں (فردوس) بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے ایک حادثہ میں چاندنی عمر سے ملتی ہے اور اس کو اپنے حسن کے جال میں پھانسنے کی کوشش کرتی ہے حماد اور مائدہ کی محبت کو دیکھتے ہوئے (رضوانہ بیگم اور رخسانہ بیگم) ان کی جلد شادی کا سوچتے ہوئے حماد اور مائدہ کو ایک دوسرے سے پردہ کرنے کو کہتی ہیں۔ عمر کو جب پتا چلتا ہے کہ یوسف صاحب اپنی مرضی سے اس کی شادی اپنے دوست کی بیٹی سے کرنا چاہتے ہیں تو وہ انکار کردیتا ہے اور ماں کے سامنے چاندنی کا نام لے کر انہیں سکتے میں مبتلا کردیتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

قہر وغضب کی تصویر بنے یوسف صاحب سامنے کھڑے تھے۔ مارے خوف ودہشت کے فردوس کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں ان کی چیخ کی آواز سن کر تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی چاندنی بھی باہر آئی اور ان کو دیکھ کر ماں سے زیادہ ودہشا کُند رہ گئی۔

"نامراد عورتوں اب کیا سانپ سونگھ گیا ہے تم لوگوں کو؟ جس آگ سے تم دوسروں کے گھر جلانے کی سعی کررہا تھا وہ آگ میرے گھر کا ہی راستہ دیکھنے لگی بدبختوں تمہاری جرأت بھی کیسے ہوئی میرے بیٹے کو ورغلانے کی۔" ان کے پرطیش لہجے میں نفرت وغصے کی بجلیاں کڑک رہی تھیں چاندنی سہم کر ماں کے پیچھے ہوئی جبکہ فردوس نے مستعدی سے اپنے حواسوں کو یکجا کیا اور ان کی طرف دیکھ کر ڈھٹائی سے گویا ہوئیں۔

”جناب! کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟ ہم آپ اور آپ کے بیٹے کو جانتے بھی نہیں‘ غلط جگہ پر آ گئے ہیں آپ۔“

”ٹھیک کہہ رہی ہو غلط جگہ پر ہی بدقسمتی سے آ گیا ہوں۔“

”آپ کو احساس ہو گیا ہے تو جائیے پھر کیوں کھڑے ہیں یہاں۔“ ان کے ٹھہرے طنز پر وہ تلملا کر گویا ہوئی تھیں۔

”میں خوب اچھی طرح سے نمٹنا جانتا ہوں تم بدمعاش عورتوں سے اگر کل تک یہ گھر چھوڑ کر یہاں سے دفع نہیں ہوئیں تو ساری زندگی تم لوگ جیل میں سڑو گی‘ بہت اوپر تک رسائی ہے میری مجھے کمزور مت سمجھنا اور عمر سے تم نے کوئی کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تو اسی وقت سارا علاقہ تمہارا تماشہ دیکھے گا۔“ یوسف صاحب کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ فردوس اور چاندنی کو ان کے ایک ایک لفظ کی سچائی کا احساس ہونے لگا تھا وہ جو اپنی چرب زبانی اور خود اعتمادی سے بڑوں بڑوں کو چت کرنے کا ہنر رکھتی تھیں سامنے موجود پرنور و بارعب چہرے والے شخص کے روپ میں ان کو اپنی موت نظر آنے لگی تھی کوئی لمحہ ضائع کیے بنا انہوں نے وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا‘ ویسے بھی مختصر سامان کے علاوہ وہاں ان کا کچھ نہ تھا یوسف صاحب تنبیہہ کر کے جا چکے تھے۔

وہ تیزی سے سامان پیک کرنے لگی تھیں چاندنی نے سب سے پہلے موبائل سے سم چینج کی تھی۔

☾......☾......☾

اس نے چائے کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا آہٹ پر رخسانہ نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ کا رنگ چمک اٹھا۔ اٹھتے ہوئے انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

”بہت بدقسمت ہوتی ہیں وہ مائیں جو بیٹیوں سے محروم رہتی ہیں۔ شکر ہے میرے پروردگار کا جس نے اس رحمت سے محروم ہونے کے بعد بھی محروم نہیں رکھا تمہارے وجود سے میرے گھر اور میرے دل کو منور رکھا ہے۔“

”ارے میری بھولی ماں! اس لڑکی کی یہ سب چالاکی ہے دکھاوا ہے میرے جیسے اسمارٹ اینڈ ویل آف اور فیوچر کے کامیاب ترین ڈاکٹر کو حاصل کرنے کی تمام تر چالیں ہیں اصل روپ تو یہ اس وقت دکھائے گی جب یہاں بہو بن کر آئے گی۔“ اندر کمرے سے نکلتے ہوئے حماد نے شوخ لہجے میں کہا۔

”خبردار حماد! جو تم نے ہم ماں بیٹی کے درمیان ذرا بھی لگائی بجھائی کی کوشش کی‘ مائدہ آج بھی میری بیٹی ہے اور کل بھی رہے گی۔“

”مگر...... پرسوں نہیں رہے گی کیونکہ بہو جو بن جائے گی۔“ وہ کہاں باز آنے والا تھا اس کی پرشوق نگاہیں فیروزی و سفید لیمر ایمبرائیڈری سوٹ میں ملبوس جھینپی جھینپی سی مائدہ پر تھیں۔

”تائی جان! میں جا رہی ہوں کوئی کام تو نہیں ہے؟“

”دیکھا امی! اس کے دل میں چور ہے تب ہی تو بھاگ رہی ہے۔“

”فالتو بات مت کیا کرو‘ میری بچی کوئی چور نہیں ہے۔“

”میری بھولی ماں! آپ کو کیا پتہ یہ ایسی چوری کرتی ہے کہ لٹنے والے کو فوری طور پر پتہ بھی نہیں چلتا...... میرا دل‘ میری نیندیں‘ میرا چین و سکون......“ وہ بیباک انداز میں شروع ہوا تو مائدہ وہ پتہ درست کرتی سرخ چہرے کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔

”ارے حماد! شرم کرو کچھ‘ ماں کے سامنے ایسی باتیں کرنا اچھی بات ہے کوئی...... وہ بچی بھی شرما کر چلی گئی تمہاری وجہ سے۔“ مگ اٹھاتے ہوئے رخسانہ مسکرا کر گویا ہوئیں۔

”آپ سے کیا پردہ امی! آپ تو میری ماں بھی ہیں اور دوست بھی اور دیکھیں وہ آپ کی بیٹی نما بہو میرے لیے چائے نہیں لائی۔“ وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹتے ہوئے گویا ہوا۔

”تم نے ابھی کچھ دیر قبل انکار کر دیا تھا اور اب

شکایت کر رہے ہو۔" انہوں نے چائے پیتے ہوئے محبت سے کہا۔

"دو ہفتے بعد تمہارا ہاؤس جاب مکمل ہو جائے گا' تمہاری ڈگری ملنے کی خوشی میں عارف خاندان بھر کی دعوت بڑے شاندار طریقے سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں سوچ رہی ہوں' اسی تقریب میں مائدہ کو انگوٹھی پہنادیں اور شادی کی ڈیٹ بھی فکس کر دیتے ہیں۔"

"اس دن ہی شادی کر دیں نا آپ میری۔" وہ بے صبرے پن سے بولا۔

"توبہ ہے بھئی! ہو جائے گی شادی بھی' کیوں اتنا اتاؤلے ہو رہے ہو۔"

"امی! آپ کی ارینج میرج تھی نا؟" وہ سنجیدہ ہوا۔

"ہاں..... لیکن اس وقت کیوں پوچھ رہے ہو؟" ان کے چہرے پر حیا کا تبسم چمک اٹھا تھا۔

"پھر آپ لو میرج کی کٹھنائیوں کو نہیں جانیں گی۔" وہ مسکرایا۔

"سنو! مائدہ کو آصف نے پسند کیا تھا یہ ارینج میرج ہی ہوگی۔"

"اور میری پسند کو ریار ینج ودھ لو میرج ہوگئی نا۔" اس کے ساتھ وہ بھی ہنس دی تھیں۔

..... ☆☆☆ .....

"عمر! ہم اسکول لائف سے یونیورسٹی لائف تک ساتھ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی فیملیز سے اچھی طرح واقف ہیں' تمہاری باتیں سن کر میں یہی سمجھ پایا ہوں' انکل جو کچھ کہہ رہے ہیں..... وہ غلط نہیں ہے..... میرا مطلب ان کا تجزیہ ہم سے زیادہ ہے۔" معاذ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"شٹ اپ یار! میں نے تم سے اپنی پرابلمز شیئر اس لیے کی ہیں کہ تم مجھے بہترین طریقے سے کوئی مشورہ دو گے اور تم پاپا کی وکالت کرنے لگے۔" اس نے آگے رکھی پلیٹ دور کر دی لہجہ خاصا سرد تھا۔

"میں انکل کی سائیڈ نہیں لے رہا..... میں یقین نہیں کر پا رہا ہوں کہ تم چند دنوں میں کسی لڑکی سے اس طرح انسپائر ہوئے کہ اب گھر والوں کی مرضی کے برخلاف اس کو لائف پارٹنر بنانا چاہ رہے ہو۔" اس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے سمجھایا۔

"تم چند دنوں کی بات کر رہے ہو معاذ! محبت تو چند لمحوں میں ہو جاتی ہے۔" وہ بے حد سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"محبت.....!" وہ بے ساختہ ہنس پڑا تو عمر کا موڈ مزید بگڑ گیا۔

"تم کو چند لمحوں میں محبت ہونے والی نہیں ہے میرے بھائی! تم کالج اور پھر یونیورسٹی کے دور میں ایک سے ایک حسین و خوب صورت لڑکیوں کے ساتھ رہے ہو اس وقت تمہارا پتھر دل نہیں پگھلا تو اب میں کس طرح یقین کر لوں تم کسی چاندنی کے چکور بن گئے ہو۔"

"پاگل تھا میں جو تم سے مدد کی توقع رکھی..... بھول گیا اندھیرے میں اپنا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے پھر بھلا تم کس طرح میرا ساتھ دو گے۔" ڈیٹر و بل پے کرنے کے بعد والٹ جیب میں رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم اپنے احساسات سمجھنے کی سعی کر رہے ہو نہ میری باتوں کو امپورٹنس دے رہے ہو عمر! پلیز..... یہ محبت نہیں صرف ہمدردی یا ترس ہے جو دو خواتین کو کسی سہارے کے بغیر دیکھ کر تمہیں ان سے ہو رہی ہے۔" وہ اس کے ساتھ ہی چل دیا جبکہ عمر کا موڈ بری طرح سے آف تھا۔

"چلو بقول تمہارے ہمدردی و ترس ہی سہی' میں کسی کا سہارا ہی بن جاؤں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کم از کم لوگوں کی ڈس ہارٹ کرنے والی' ڈی گریڈ کرنے والی نگاہوں سے تو وہ ماں اور بیٹی محفوظ رہیں گی۔"

"وہ ساری زندگی کسی مرد کے سہارے کے بنا گزارتی آئی ہیں..... اب تمہیں دیکھ کر سہارے کی ضرورت کیوں محسوس ہونے لگی انہیں' تم اس بات کو جذبات سے ہٹ کر سوچنے کی سعی کرو۔"

"تم مجھے فورس نہیں کر سکتے' میں آج ہی کورٹ میرج کر رہا ہوں' پاپا نے جو پہرے لگانے تھے وہ لگا لیے میں

اب ان کی انگلی پکڑ کر چلنے والا ہرگز نہیں ہوں میں بھی عقل وشعور رکھتا ہوں۔" اس کا لہجہ درشت تھا۔ باتوں کے دوران وہ پارک کی ہوئی کار تک پہنچ گئے تھے۔ معاذ بغور عمر کا جائزہ لے رہا تھا' وہ اس کے بچپن کا دوست تھا۔ بے حد قریب سے جانتا تھا' ذہانت وقابلیت کے ساتھ ازحد حساسیت کا بھی مالک تھا' لڑکیوں سے تعلقات استوار کرنے کا وہ قائل خود بھی نہ تھا مستزاد اس پر یوسف صاحب کی کڑی نگاہوں وسخت رویے نے ان کے درمیان خوب صورت رشتے کے لطافتوں کو کسی حد تک نفرتوں میں بدل ڈالا تھا جو آج بے نقاب ہوچکی تھی۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اس لڑکی سے محبت نہیں ہوئی ہے تم صرف اور صرف انکل کو نیچا دکھانے کے لیے اپنی زندگی کو بھی داؤ پر لگا رہے ہو۔" عمر نے اس کی بات سنی ان سنی کرکے ایک جھٹکے سے کار اسٹارٹ کی اور کچھ کہے بنا وہاں سے چلا گیا۔

☾......☾......☾

سورج آہستہ آہستہ گم ہوتا جارہا تھا۔ حویلی میں گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی' ہوا بھی ساکت تھی' پرندے تیزی سے اپنے آشیانوں کی جانب لوٹ رہے تھے اور وہ گم صم کھڑی غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہی تھی معاً آہٹ پر پلٹ کر دیکھا وہ کافی کا مگ چھوٹی ٹرے میں رکھے آرہی تھی۔

"ہوں...... بہت تابعداری دکھانے لگی ہو...... میرا مطلب ہے کہ خاصی سگھڑ ہوگئی ہو۔" مگ لیتا ہوا چھیڑنے لگا تھا مائدہ برا مانے بغیر بولی۔

"امی کا بس چلے تو تمام اچھائیاں اور دنیا بھر کی سلیقہ مندی میرے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیں اٹھتے بیٹھتے ہدایت دیتی رہتی ہیں مجھے یہ سب امی کی محنت کا ہی رزلٹ ہے۔"

"اسے ون رزلٹ ہے شکر ہے تمہیں باتیں بنانے کے علاوہ بھی کچھ بنانا آیا۔"

"اور تمہیں دل جلانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے نا معلوم تمہارا برتاؤ مریضوں کے ساتھ کیسا ہوگا؟ بے چارے بیماریوں کی مار تو سہتے ہی ہیں مزید تم جیسے ڈاکٹر کو

جھیلنا سزا ہوگی ان کے لیے۔" وہ جو کافی کی تعریف سننے کی چاہ میں آئی تھی جل کر گویا ہوئی۔

"ارے تم جیسے جیلس لوگ ایسا ہی سوچ سکتے ہیں...... ورنہ مریض تو میری باتوں سے ہی صحت یاب ہوجاتے ہیں اور ینگ لڑکیاں تو ایک نظر مجھے دیکھتے ہی......" وہ کالر درست کرتے ہوئے بولا۔

"مرجاتی ہوں گی۔" اس نے جلے بھنے لہجے میں اس کی بات کاٹی۔

"ہاں بالکل! ایک نظر میں ہی مرنے لگتی ہیں مجھ پر......"

"ہوں...... مرجاؤ تم بھی ان پر کیوں پھر شادی کا ڈھونگ رچا رہے ہو؟" وہ غصے میں کہتی ہوئی پلٹی تب ہی آگے بڑھ کر اس نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔

"چھوڑو مجھے! تم ہر وقت ایسی باتیں کرکے مجھے جلاتے ہو۔" وہ رو پڑی اور اسے روتے دیکھ کر حماد کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

"نائمہ! تم رونے لگیں، جانتی ہو میں تمہارے آنسو برداشت نہیں کرسکتا پھر بھی تم مجھے تکلیف دیتی ہو۔" اس کے بھاری لہجے میں تڑپ تھی۔

"رہنے دو یہ باتیں مجھے! اچھی نہیں لگتیں ہاتھ چھوڑو میرا۔" حماد نے مگ ٹیبل پر رکھا اور خود اسے منانے کی سعی کرنے لگا...... وہ بھی سخت ناراض ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ جوڑ کر معافیاں مانگنے اور اٹھک بیٹھک کے بعد راضی ہوئی تھی۔

"مائی گاڈ! تم تو بے حد ظالم بیوی ثابت ہوگی۔"

......

مہربانو اور ملائکہ کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں، رات عمر اور یوسف صاحب کی ہونے والی تکرار سے گھر کی فضا میں سناٹا وخاموشی پھیلی ہوئی تھی اور مہربانو اسی وحشت سے خوف زدہ تھیں کہ...... یہ خاموشی کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ نہ بن جائے، دونوں ماں بیٹی کے دل سوکھے پتوں کی طرح بکھرے جارہے تھے وہ ایک دوسرے کو تسلیاں دیتیں ایک دوسرے کے آنسو صاف کرتے رہی تھیں۔

"یہی خوف تھا مجھے کسی دن یوسف کی ڈکٹیٹرشپ بیٹے کو ان کے مقابل نہ لا کھڑا کرے...... آہ! وہ دن آ گیا نہ۔"

"ممی! پلیز آپ کا بی پی پہلے ہی ہائی ہورہا ہے آپ نے اتنا خود پر سوار کرلیا ان کے رویوں کو تو کس طرح خود کو سنبھال پائیں گی ابھی بھائی نے شادی کی اجازت طلب کی ہے تو اتنا ہنگامہ ہوا ہے اور جب وہ شادی کرلیں گے تو پھر کیا ہوگا؟"

"اللہ نہ کرے جو عمر اس لڑکی سے شادی کرے ایک قیامت ہی ٹوٹ پڑے گی اس گھر پر۔" مہربانو دہل کر گویا ہوئی تھیں۔

"کتنی بری لڑکی ہے وہ جس نے گھر میں آنے سے قبل ہمارے اندر دوریاں پیدا کردی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی لڑکیوں سے ہر گھر کو محفوظ رکھے۔ بھائی، پاپا ہم پر سختی تو شروع سے کرتے ہیں مگر اس حد تک مخالفت کریں گے ایسا تو تصور میں بھی نہیں سوچا تھا۔"

"عمر بے حد اپ سیٹ ہوکر گھر سے نکلا، ادھر آپ کے پاپا بھی خاصے غصے میں گھر سے گئے تھے دونوں ہی ابھی تک گھر نہیں آئے ہیں اور فون بھی آف ہیں۔" ان کے لہجے میں بے چینی و اضطراب تھا۔

"مجھے تو عجیب وہمے ستا رہے ہیں نہ جانے کیا ہونے والا ہے۔ باپ بیٹے کی پسند وناپسندیدگی کیا گل کھلائے گی؟"

"ممی! آپ اتنی فکر مند نہ ہوں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" ملائکہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے ان کو تسلی دی جو رات سے سخت مضطرب وبے کل تھیں میڈیسن لینے کے باوجود بھی بی پی کنٹرول نہ ہو رہا تھا۔

"کس طرح سنبھالوں خود کو حالات میرے اختیار سے باہر ہوچکے ہیں۔" اسی لمحے ہی باہر سے قدموں کی چاپ ابھری تھی۔

"کس بات کا رونا دھونا ہے بیا؟" وہ آتے ہوئے ان کو

آنسو پونچھتے دیکھ کر سخت لہجے میں گویا ہوئے۔

"یہ سب تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے کتنی مرتبہ سمجھایا کہ بچوں کے معاملے میں آنکھوں کو بند نہ رکھو شیر کی نگاہ رکھنی پڑتی ہے صرف سونے کے نوالے کھلانے سے بچوں پر کوئی گرفت نہیں رکھ سکتا۔" ان کے مقابل بیٹھتے ہوئے وہ رعب دار لہجے میں گویا ہوئے' مائدہ ان کے بگڑے تیور دیکھ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

"یوسف! عمر کوئی نا سمجھ بچہ نہیں ہے نہ ہی ان پر اب کوئی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے آپ نے بچپن سے نگاہ رکھی' کیا فائدہ ہوا ان پر اتنی سختی کرنے کا؟ آج وہ آپ کے مقابل کھڑے ہیں۔"

"کھڑا ہوا ہے میرے سامنے! دیکھنا کیسے منہ کے بل گرتا ہے ان نا ہنجار عورتوں کے دام میں پھنس کر خود کو بڑا تیس مار خان سمجھ رہا ہے تمہارا بیٹا' پہلی دفعہ باپ کی مرضی کے خلاف کچھ کیا اور وہ بھی کیچڑ میں جا گرا بد بخت کہیں کا۔"

"یوسف صاحب پلیز!" وہ اٹھ کر ان کے قریب آ کر رندھے لہجے میں گویا ہوئیں جبکہ وہ اسی طرح گردن اونچی کیے بیٹھے رہے۔

"کچھ اپنے رویے میں لچک پیدا کیجیے وقت کے ساتھ ساتھ والدین کو بھی اپنے رویوں کو بدلنا چاہیے' عمر کو آپ شفقت سے سمجھائیں گے' ان عورتوں کی اصلیت بتائیں گے تو وہ ضرور آپ کی بات مانے گا وہ جوان ہے جذباتی ہے' اس عمر میں زیادہ تر فیصلے جذباتی ہوتے ہیں' آپ کو بردباری وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔"

"مجھے سمجھانے سے بہتر ہے تم اپنے بیٹے کو سمجھاؤ میں حق پر ہوں' جو کہہ رہا ہوں وہ سن کر کوئی بھی مجھے غلط نہیں کہے گا۔" وہ معمولی سی لچک دکھانے کو تیار نہ تھے۔

"آپ کیا جگ ہنسائی کی خواہش رکھتے ہیں؟"

"یہ سوال تم نے اپنے بیٹے سے کیوں نہیں کیا؟"

"میری ذات کی ناقدری کا احساس تو مجھے اب ہوا ہے میری پروا نہ آپ کرتے ہیں اور نہ بیٹا کوئی فکر کرنے والا ہے آپ کو اپنی خاندانی ناموس کی فکر ہے تو عمر بھی شاید آپ کو نیچا دکھانے کے لیے کچھ سننے و سمجھنے کو تیار نہیں۔"

"تم بھی بیٹے کی طرح جذباتی ہو رہی ہو بہرکیف میں معاملہ نبٹا کر آیا ہوں' وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔" ان کے چہرے پر طمانیت تھی۔

☾......☾......☾

رخسانہ نے حماد کو شادی میں جلد بازی کرنے پر ڈانٹ کر چپ تو کرادیا تھا مگر اس کی خواہش ان کی بھی آرزو بن کر کچھ زور آوری دکھانے لگی کہ انہوں نے فوراً ہی عارف اور رضوانہ سے بات کی اور تھوڑی بہت پس و پیش کے بعد عارف اور رضوانہ بیٹی کو رخصت کرنے پر راضی ہو گئے۔

"ارے رضوانہ! تمہاری بیٹی اوپر پورشن سے نیچے پورشن میں ہی تو رخصت ہو کر آئے گی پھر تم تو ایسی اداس ہو رہی ہو گویا وہ کہیں دور جا رہی ہے۔" بہن کی آنکھیں نم دیکھ کر وہ خوش دلی سے گویا ہوئیں۔

"آپا میں جانتی ہوں مگر بیٹی کی جدائی کا تصور ہی ماؤں کو بے کل کر دیتا ہے تنہائی کا احساس ابھی سے میرے دل میں اداسی پھیلا رہا ہے۔" وہ بے ساختہ رو دی۔

"تم کیوں تنہا ہونے لگیں رضو! ہم کہیں دور تو نہیں جا رہے' میں اور حماد مائدہ کے ساتھ یہیں رہیں گے اسی گھر میں سب ساتھ۔" بہن کو گلے لگاتے ہوئے رخسانہ کی آواز بھی بھرا گئی تھی۔

عارف بھی مرحوم بھائی کو یاد کر کے غم زدہ سے ہو گئے تھے خاصی دیر تک وہ ایک دوسرے کو تسلی دلاسے دیتے رہے تھے۔

"باجی! اب مائدہ حماد سے مکمل پردہ کرے گی' بالکل سامنے نہیں آنے دوں گی' شادی میں دن ہی کتنے باقی ہیں یہ تھوڑا عرصہ ان کو ایک دوسرے کے بغیر ہی گزارنا ہوگا حماد کو اچھی طرح سمجھا دیجیے گا۔" عارف کے جانے کے بعد رضوانہ نے بہن کو کہا۔

"ہاں ہاں بے فکر رہو' سمجھا لوں گی حماد کو' مان جائے گا وہ۔ اور نہ ماننے کی وجہ بھی کوئی نہیں' اس کی دلی مراد بر آنے

والی ہے اب جو کہو گی وہ آنکھیں بند کرکے مانے گا۔"

"مائدہ کی پسند کا فرنیچر خریدوں گی' کہتی ہوں تیار ہوجائے' ہمارے ساتھ چلے فرنیچر دیکھ کر کچھ شاپنگ بھی کرآئیں گے۔" رضوانہ کے لہجے میں وہی فکرمندی و عجلت در آئی تھی جو ایسے موقعوں پر ماؤں کے لہجے میں سمٹ آتی ہے۔

"میں ساری بری اس کی مرضی و پسند کے مطابق تیار کروں گی' تم کو جہیز کے لیے خوامخواہ سامان خریدنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کچھ کپڑے اور ہلکی پھلکی جیولری خرید لو بس...... میں تمام چیزیں بری میں رکھوں گی۔" انہوں نے بھرپور اپنائیت کا احساس دیا۔

◐......◐......◐

وہ ششدر کھڑا گیٹ پر لگے تالے کو دیکھ رہا تھا' پھیلتی رات کا اندھیرا وہ اپنے حواسوں پہ اترتا محسوس کررہا تھا' دوپہر سے اب تک لاتعداد کالز کی تھیں چاندنی کو اور ہر کال پر پاور آف کا جواب سن کر وہ یہاں پہنچا اور انیکسی میں اندھیرے کا راج اور گیٹ پر تالا دیکھ کر اس کے اندر دھماکے ہونے لگے تھے۔

"کہاں چلی گئی ہو چاندنی! صبح کورٹ میرج کا سن کر تم نے بے حد خوشی کا اظہار کیا تھا' لمحوں میں سانسوں کی پلاننگ کروالی تھی' تمہاری چہکتی سونے کے سکوں کی جیسی کھنکھناتی آواز نے مجھے احساس دلایا تھا' عورت کے بغیر مرد ادھورا ہے' زندگی بے رنگ و بو ہے' اتنی مختصری مسرتیں دے کر تم کہاں چلی گئیں؟ کیوں چلی گئیں' بنا کچھ کہے بنا کچھ بتائے اب کہاں ڈھونڈوں گا تمہیں؟" اس کے وجیہہ چہرے پر کرب پھیل گیا خوب صورت آنکھیں جلنے لگیں۔

وہ جو ایک خوب صورت زندگی کے سپنے کھلی آنکھوں سے دیکھنے لگا تھا بڑی زبردست ٹھوکر لگی تھی وہ منہ کے بل گرا تھا اور پھر شکستہ قدموں سے گھر میں داخل ہوا تو ماں اور بہن کو اپنا منتظر پایا۔

"اتنی دیر لگادی بھیا! میں اور مما بہت پریشان ہوگئے تھے کہاں تھے آپ؟" ملائکہ اس کے بازو سے لپٹ کر بولی۔

"آپ کبھی گھر سے باہر اتنا ٹائم رہتے نہیں ہو اس لیے فکرمند ہوگئی تھی۔" مہربانو بیٹے کے چہرے پر محبت کے بجھتے دیپ دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئی تھیں۔ صد افسوس' اس کی پسند بھی ایسی تھی جو کبھی قابل قبول نہیں ہوسکتی تھی۔ کوئی شریف گھرانے کی لڑکی اس کی پسند ہوتی تو وہ پوری طرح اس کا ساتھ دیتیں اور اس کے چہرے پر ناکامی اور اداسی کی جگہ فتح مندی کے گلاب مہک رہے ہوتے' مسرتوں کے جگنو چمک رہے ہوتے۔ اس کا ماتھا چومتے ہوئے وہ آبدیدہ سی سوچ رہی تھیں۔

"کھانا لگارہی ہوں فریش ہوکر آجائیں فٹافٹ۔"

"سوری مما! مجھے بھوک نہیں ہے کھانا نہیں کھاؤں گا۔ بہت تھکن محسوس کررہا ہوں ریسٹ کروں گا۔" اس کا لہجہ بکھرا بکھرا سا تھا۔

"کچھ تو کھالیں بھیا! ہم نے بھی سارا دن کچھ نہیں کھایا۔"

"میرا بالکل موڈ نہیں ہے کچھ بھی کھانے کو مجھے فورس مت کریں۔" وہ وہاں آتے یوسف صاحب کو دیکھ کر نگاہیں چرا کر گویا ہوا۔

"ماں اور بہن کو کس بات کا غصہ دکھا رہے ہو میاں! تمہیں چھوڑ کر وہ بدبخت عورتیں گئی ہیں' گھر کی عورتوں سے کیوں اینٹھ رہے ہو؟" ان کی زبان دو دھاری تلوار کی مانند چلنے لگی تھی۔

"ہوں...... یہ آپ کا ہی کارنامہ ہے پاپا! شک تو مجھے اس وقت ہی ہوا تھا' مگر میں نے خود کو جھٹلایا...... یہ سوچ کر کہ آپ ایسا نہیں کرسکتے' ان مظلوم عورتوں کو نہیں نکال سکتے۔"

"وہ مظلوم عورتیں تھیں تو بھاگیں کیوں؟ یہیں رہ کر اپنی مظلومیت کا ثبوت کیوں نہیں دیا؟ کیوں پولیس کی دھمکی پر بھاگ گئیں؟" وہ بیٹے کے تیزی سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر بولے تھے۔

"پولیس! ہونہہ یہاں کی پولیس کو آپ بھی اچھی طرح

جانتے ہیں اور میں بھی پیسہ لے کر کسی کو بھی مجرم بناتی ہے ہماری پولیس۔"

"جس طرح ہاتھ کی تمام انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح ہر جگہ اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں اور بھاگتا وہ ہی ہے جو چور ہوتا ہے۔"

"پھر وہی فضول بحث شروع ہوگئی ہے آپ دونوں میں‘ جس بحث نے گھر کا سکون وقرار تباہ کردیا ہے خدارا ختم کردیں اس بحث کو ہمارے گھر کا یہ ماحول نہ تھا‘ یہ کیا ہورہا ہے ہمارے درمیان؟" بات بڑھتی دیکھ کر مہربانو درمیان میں چلی آئی تھیں۔

"مما آپ درمیان میں نہ آئیں پلیز‘ میں اب یہاں رہنے والا نہیں ہوں‘ یہ گھر‘ یہ شہر ہی نہیں یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا‘ مجھ سے میری خوشیاں چھین لی گئی ہیں میرے خواب نوچ لئے گئے ہیں۔"

"ابھی اور اسی وقت نکل جاؤ میرے گھر سے مجھے ایسے ناخلف بیٹے کی ضرورت بھی نہیں ہے جو گھر میں بہن کی پروا کیے بغیر ان آوارہ عورتوں سے تعلقات رکھتا ہے بے حمیت انسان۔" وہ بھی بھرے بادلوں کی طرح برس رہے تھے۔

"آپ کی نظر میں ہر وہ عورت آوارہ اور بدکردار ہے جو برقع نہیں اوڑھتی حجاب نہیں لیتی اور اس برقع اور حجاب میں کس طرح کی بدچلن عورتیں چھپی ہوتی ہیں یہ معلوم ہے آپ کو......؟"

"تمہارا مطلب ہے تمہاری ماں اور بہن حجاب لیتی ہیں تو یہ......"

"پاپا پلیز! کچھ بھی کہہ دیتے ہیں آپ۔" مارے صدمے اور رنج کے وہ گنگ رہ گیا جبکہ وہ سخت طنزیہ لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"عورت باپردہ ہو یا بے پردہ اس کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہتا‘ شفاف پانی کا جھرنا اور کیچڑ کا جوہڑ اپنی شناخت خود ہوتا ہے اسی طرح باحیا اور بے حیا عورت بھی اپنی پہچان کرادیتی ہے۔"

"میں آپ سے مزید کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا‘ کیونکہ میں جانتا ہوں آپ جو کہہ رہے ہیں اس پر ہی قائم رہیں گے اور میں یہ کبھی نہیں بھلاسکوں گا کہ...... میرے باپ نے ہی میری خوشیاں بھسم کی ہیں۔" وہ کہہ کر رکا نہیں اپنے بیڈ روم کی طرف چلا گیا۔

"ایسی اولاد پر میں نہایت شرمندہ ہوں اب کھانا بھی ملے گا یا ہوا پر گزارا کرنا پڑے گا؟" ان کو گم صم دیکھ کر وہ غصے سے کہہ اٹھے۔

◯......◯......◯

خلاف توقع حماد نے پہلی بار بڑی فرماں برداری کا ثبوت دیتے ہوئے مائدہ سے نہ ملنے پر کوئی اعتراض ظاہر نہ کیا تھا‘ بہت خوش تھا اپنی شوخ وشنگ طبیعت کے باعث اوپر مائدہ کے پورشن میں پہنچ جایا کرتا تھا‘ پھر کبھی پردوں کے پیچھے چھپ کر تو کبھی دروازوں کے پیچھے سے عشقیہ اشعار سنتا‘ فلمی گانے گنگنانے لگتا‘ مائدہ کو اب اس سے حجاب آنے لگا تھا گو کہ اس کی امی نے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ حماد کے سامنے نہ آئے‘ مگر جب سے تاریخ طے ہوئی تھی ان کی شادی کی از خود ہی وہ اس کا سامنا کرنے کی سکت نہ پارہی تھی‘ سارا کانفیڈنس ہوا ہوگیا تھا۔

شادی میں ایک ہفتہ رہ گیا تھا مگر حماد کی شوخی وشگفتگی کم ہوتے ہوتے ختم ہوگئی‘ اس بات کو کسی نے محسوس نہیں کیا مگر وہ اس کی مزاج شناس تھی‘ حماد کی گھمبیر خاموشی والجھا ہوا سا انداز اسے بھی الجھانے لگا تھا‘ اس نے ہمت کرکے ماں سے ذکر کیا تو وہ مطمئن انداز میں گویا ہوئیں کہ حماد اب شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریاں اٹھانے والا ہے‘ سنجیدہ تو اس کو ہونا تھا اور یہی لاجک تائی جان نے بھی دی تھی لیکن اس کا دل ان کی باتوں سے نہیں بہل سکا تھا وہ ان دیکھے وسوسوں کا شکار ہونے لگی‘ وہ دل کے اضطراب سے اتنی بے کل ہوئی کہ موقع نکال کر جس وقت عارف کے ساتھ جیولر سے جیولری لینے کے لیے وہ دونوں خواتین بھی ساتھ گئی تھیں وہ دبے پاؤں نیچے چلی آئی جہاں وہ بیٹھا کسی کیس کی فائل دیکھ رہا تھا‘ وہ اردگرد سے بے خبر فائل میں گم تھا وہ

ٹھٹک کر رک گئی' شہنیل کے مہرون صوفے پر وہ وائٹ کاٹن کے شلوار سوٹ میں ملبوس عام دنوں سے زیادہ نکھرا نکھرا اور جاذب نظر لگ رہا تھا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"اب بس بھی کرو' کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے؟"

وہ اتنا بے خبر نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی' اس کی آواز پر وہ خجل ہو کر بولی۔

"اچھا تو تم دیکھ رہے تھے اور میں سمجھی تم پڑھنے میں مصروف ہو۔"

"قسم لے لو جو تم کو ایک نگاہ بھی دیکھا ہو۔"

"اچھا...... پھر کس طرح پتہ چلا میرے آنے کا؟"

"میں تمہیں تمہاری خوش بو سے پہچانتا ہوں' آہٹوں سے نہیں۔" اس نے فائل بند کرکے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کچھ مہکتے جذبوں کی چمک تھی اس کی نگاہوں میں وہ حیرانی سے دہکتی نگاہیں چرا کر کارپٹ کو دیکھنے لگی وہ مبہم سا مسکرا دیا۔

"مجھے گھر والے چوکی داری کرنے کو کہہ گئے ہیں تم کیوں آ گئی ہو یہاں' چند دن مجھ سے ملے بغیر نہیں گزار سکتی ہو تم؟"

"پلیز حماد تم ایسی باتیں کرو گے تو میں چلی جاؤں گی' میں پہلے ہی بے حد اپ سیٹ ہوں بے حد عجیب سے خیالات آ رہے ہیں مجھے دن رات' متوحش کیے ہوئے ہیں۔" اس کی آواز میں آنسوؤں کی نمی محسوس ہونے لگی' خوب صورت آنکھوں میں کسی خوف کی آمیزش تھی۔

"کیسے خیالات' کس سے خوف محسوس کر رہی ہو بتاؤ مجھے؟" وہ اٹھ کر قریب چلا آیا' مائدہ کو اس کے ملبوس سے اٹھتی مہک نے اپنائیت کا قلبی احساس بخشا تھا۔ وہ دلی کیفیت بتانے لگی۔

"تم خواہ مخواہ کے وہموں میں پھنس کر پریشان ہو رہی ہو ڈیئر! میں بالکل ٹھیک ہوں' کچھ نہیں ہوا ہے میں پرفیکٹ ہوں۔"

"کچھ چھپا رہے ہو کوئی نہ کوئی تو بات ایسی ہے جو تمہیں ڈپریسڈ کر رہی ہے میرا دل کہتا ہے۔"

"ارے ہماری شادی میں چند دن رہ گئے ہیں اور تم وہموں کی بات کر رہی ہو' تم کو تو اچھی اچھی باتیں کرنی چاہئیں۔" اس نے حسب عادت بات مذاق میں اڑانے کی سعی کی۔

"حماد! اگر سچ مچ تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو سچ سچ بتاؤ' تم کیوں پریشان ہو' پلیز تمہیں ہماری محبت کا واسطہ۔"

"اوہ گاڈ! ہم محبت میں بھی بلیک میل کرتی ہو' کچھ ایسے میٹرز بھی ہوتے ہیں' جو سیکرٹ رکھنے پڑتے ہیں۔"

"میں کچھ نہیں جانتی تم سچ سچ بتاؤ مجھے۔"

"اچھا..... تم نہیں مانو گی۔ سنو' ہاسپٹل میں کچھ سینئرز ڈاکٹرز کو مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"اوہ...... تو پھر تم کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ تم کو تو دھمکی نہیں آئی نہ' جن کو آئی ہے وہ خود نبٹ لیں گے۔" اس کے سر سے گویا ایک بوجھ اترا وہ مسکرا کر بولی۔

اس کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا اور کہنے لگا۔

"چھوڑو اس بات کو اسٹرونگ چائے پلا دو کیا یاد کرو گی۔"

"صرف چائے یا ساتھ سینڈوچ بھی لاؤں؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے بھلا۔" اس نے حیرانی ظاہر کی۔ وہ سر ہلاتی کچن میں چلی آئی کیبن سے ساس پین نکال ہی رہی تھی معاً ڈور بیل کی آواز آئی تو اس کا دل خوف سے دھڑک اٹھا کہ امی اور بابا کو یہاں موجودگی کا کیا جواز پیش کرے گی؟ یہی سوچتی ہوئی وہ کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی۔ حماد گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔

وہ دیکھنے لگی اس نے گیٹ کھولا تھا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح حواس باختہ ہو گئی جب تین نقاب پوش گیٹ کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور دوسرے لمحے انہوں نے کوئی لمحہ ضائع کیے بنا ہاتھوں میں پکڑے اسلحے کا منہ کھول دیا تھا۔

بے ساختہ نکلنے والی چیخیں فائرنگ کی آوازوں میں دب کر رہ گئیں۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا حماد کا سفید لباس سرخ ہوتا جا رہا تھا' وہ کٹے ہوئے درخت کی

مانند ذہن یوں ہوا تھا وہ بھی ہوش وحواس سے بیگانہ فرش پر گر پڑی تھی۔

☾......☾......☾

وہ اپنا سامان پیک کرنے میں مصروف تھا جب ملائکہ کو اپنے روم میں آتے دیکھ کر اس کے ہاتھ رک گئے۔ وہ اس کے قریب آئی۔

"آپ اتنے سنگ دل بن گئے بھائی! آپ مجھے اور مما کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی نوزائیدہ محبت اس قدر زور آور ہے کہ اس کے سامنے ہماری محبت بھی کمزور پڑ گئی؟" ملائکہ کی پلکوں پہ آنسو چمک رہے تھے مگر لہجہ محبت و شکوہ سے لبریز تھا۔

"آپ بھی مجھ سے خفا ہو رہی ہو، پاپا نے جو سلوک میرے ساتھ کیا اس کی تکلیف آپ محسوس نہیں کر رہی ہو؟" وہ بیگ بند کرتا ہوا خفگی بھرے انداز میں کہہ اٹھا۔

"پاپا کا رویہ ہم بچپن سے دیکھ رہے ہیں، اب میں عادی ہو چکی ہوں اور آپ کو بھی عادی ہو جانا چاہیے تھا۔"

"خوب! میں بھی آپ کی طرح چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جاؤں اور کل کو جس کھونٹے سے وہ باندھ دیں، سر جھکا کر بندھ جاؤں؟ نو ملائکہ! کل تک اپنی لائف پاپا کی مرضی پر گزارتا آیا ہوں، لیکن اب بہت ہو گیا ہے، جو مجھے کرنا ہے وہ کروں گا۔" اس کے لہجے میں بغاوت کے ساتھ بے زاری بھی امڈ آئی تھی۔ وہ مضطرب و سخت بے چین تھا، چاندنی کی رسیلی آواز سماعتوں میں گونج رہی تھی، نگاہوں میں اس کا چہرہ فریم ہو کر رہ گیا تھا۔

"بھائی! آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ مما اور میں آپ کے بنا نہیں رہ پائیں گے، مما تو پہلے ہی بیمار رہتی ہیں اور آپ کی جدائی وہ کسی طور بھی برداشت نہیں کر پائیں گی اور میں...... میں تو آپ کے بغیر مر جاؤں گی۔" پلکوں پر ٹکے آنسو رخساروں پر بہہ نکلے۔

"پلیز رو مت ملائکہ" اس نے آگے بڑھ کر اس کا سر تھپتھپایا۔

"آپ نہ جائیں بھائی! اگر آپ چلے گئے تو ہم پھر بھی نہیں مل پائیں گے، پاپا نہ خود آپ سے ملیں گے اور نہ ہمیں ملنے دیں گے۔"

"میں کب چاہتا ہوں گھر اور گھر والوں کو چھوڑ کر جانا۔"

"پھر کیوں جا رہے ہیں، مت جائیں، مما کی خاطر رک جائیں۔" وہ روتی ہوئی اس کے سینے سے لگ گئی۔

اور اس کے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی...... محبت کے بھی عجیب روپ ہیں ایک محبت گھر چھوڑنے پر اکسا رہی تھی تو دوسری محبتوں نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے۔

☾......☾......☾

دل کے اداس نام ہو در پر
دیئے اس کے جلا کے
یاد کے صحراؤں میں
اشکوں کی رم جھم کب رکی ہے
بیتے دنوں کی راکھ میں
جلا کر انگلیاں
آنسوؤں کی بارش کب رکی ہے
وہ اور بھی شدت سے یاد آیا
دیکھا جب بھی اسے بھلا کر
حد نظر تک ہوا محسوس
زیست میں تیری کمی ہے
اشک روک کر بھی دیکھا
ٹھہری ہوئی پلکوں پر نمی ہے
دل کے ہر گوشے پہ اک تصویر جمی ہے
اور تصور پر جا بجا میری آنسوؤں کی نمی ہے!!!!
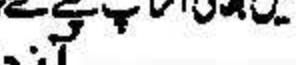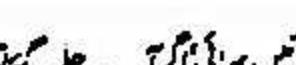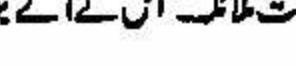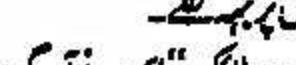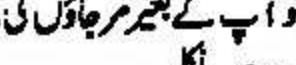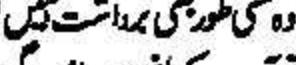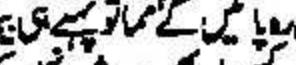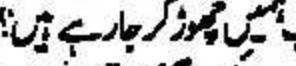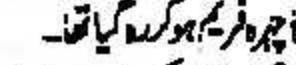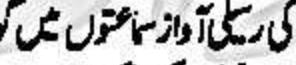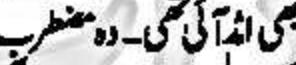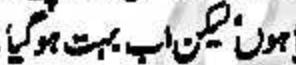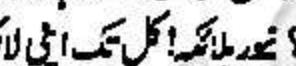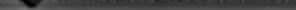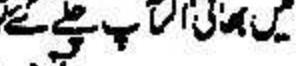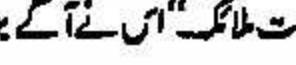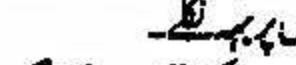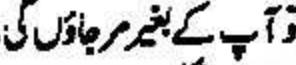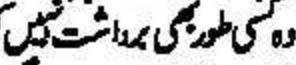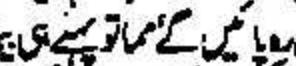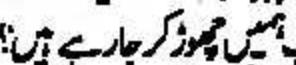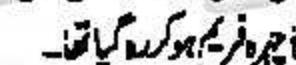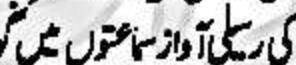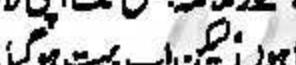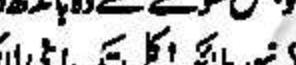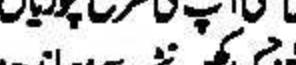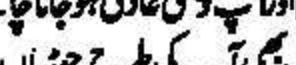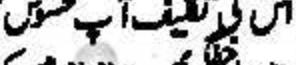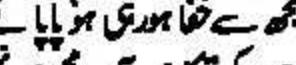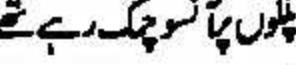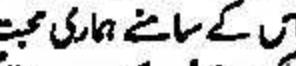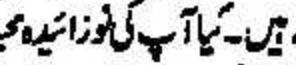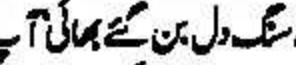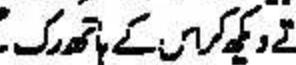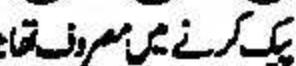
شادی کی شہنائیوں سے گونجنے والے گھر میں موت کے پر ہول سناٹے پھیل گئے تھے۔ اس گھر سے ایک نہیں دو جنازے ساتھ اٹھے تھے۔ حماد نے سب سے چھپا رکھا تھا کہ دوسرے ڈاکٹرز کے ساتھ دھمکیاں اسے بھی مل رہی تھیں اور اس نے پولیس کو انفارم کر دیا تھا اور یہی غلطی اسے زندگی سے دور لے گئی تھی، پولیس میں موجود کالی بھیڑوں نے اپنا کام کر دکھایا، وہ جو لطن کے حسین سپنوں میں گم تھا بند آنکھوں میں وہ تمام خواب، وہ ساری خواہشیں ساتھ لے

گیا اور بیٹے کی جوان موت رخسانہ کا دل بھی دھڑکنا بھلا
گئی۔ شوہر کی موت کے بعد وہ بیٹے کے لیے زندہ رہی
تھیں اور اب بیٹے کی آرزوؤں بھری موت سہہ نہ پائیں
اور خود بھی زندگی سے منہ موڑ گئیں۔ رضوانہ کے لیے زندگی
ایک امتحان بن گئی۔ محبت کرنے والی بہن جدا ہوئی تھی تو
بیٹے جیسا ہونے والا داماد بھی روتا چھوڑ گیا تھا' مستزاد
صدمے پہ صدمہ بیٹی اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی تھی دو ماہ
گزرنے کے بعد بھی وہ حماد کو بھول نہ پائی تھی' وہ ابھی بھی
اس کے خیالوں میں زندہ تھا۔ ابھی وہ کافی کا مگ اور
سینڈوچ کی پلیٹ ٹرے میں رکھے وہاں آئی اور ان سے
مخاطب ہوئی تھی۔

''امی! امی میں نے کافی کے ساتھ سینڈوچ بھی
بنا لیے ہیں حماد کو خالی چائے یا کافی اچھی نہیں لگتی میں اسے
جلدی سے دے کر آ جاؤں گی آپ غصہ مت کیجیے کہ شادی
میں کم دن رہ گئے ہیں اور میں پھر بھی اس سے پردہ نہیں
کر رہی ہوں۔''

''وہ ان حاجتوں سے بے نیاز ہو گیا ہے مائدہ.....
میری بچی۔'' وہ اس سے ٹرے لے کر رکھتی ہوئی بے اختیار
رو پڑی تھیں۔

''حماد اس دنیا میں نہیں ہے' وہ ہم سے دور جا چکا ہے' وہ
اللہ کو پیارا ہو گیا ہے مائدہ! حواسوں میں لوٹ آؤ۔''

''یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں امی! آپ؟ میرے حماد کو
کچھ نہیں ہوا' اس نے کافی مانگی ہے مجھ سے' دینے
جا رہی ہوں میں۔'' وہ بڑبڑاتی ہوئی حماد کے کمرے کی
طرف بڑھ گئی۔ اندر آتے ہوئے عارف بھی غم زدہ
سے کھڑے رہ گئے تھے۔

''دیکھا آپ نے میری بچی بالکل پاگل ہو گئی ہے یہ
کیسی آفت ٹوٹ پڑی ہے ہم پر' بہن اور بیٹے کو تو کھویا ہی'
مائدہ کو اس حال میں کس طرح دیکھ پائیں گے۔'' وہ بے
تحاشہ رو رہی تھیں۔

''صبر اور تسلی سے کام لو..... مائدہ کی حالت میں بھی
دیکھ رہا ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے مائدہ کو آج ہم
سکائٹرسٹ کو دکھائیں گے' وہی بہتر علاج کر سکتا ہے۔''
عارف ازحد ملول و دل گرفتہ تھے۔ وہ تھکے تھکے انداز میں
بیڈ پر بیٹھ گئے۔

''میں تو کہتی ہوں ابھی چلیں۔''

''میں نے ہاسپٹل میں معلوم کیا ہے ڈاکٹر کی ٹائمنگ
رات کی ہے' ابھی شام ہو رہی ہے خیر زیادہ ٹائم تو نہیں ہے
تم جا کر مائدہ کو چلنے کے لیے راضی کرو اس نے گھر سے
نکلنا ہی چھوڑ دیا ہے۔'' وہ کمرے سے نکل کر صحن میں
آئیں تو مائدہ ٹرے پکڑے واپس آ رہی تھی اور ان کو دیکھ کر
دور سے ہی گویا ہوئی۔

''پتہ نہیں کیوں وہ ناراض ہو گیا ہے مجھ سے' حماد کا بچہ
ڈور لاک کر کے بیٹھ گیا ہے کھول ہی نہیں رہا۔''

.....

دھیرے دھیرے گھر کا ماحول ٹھیک ہوتا چلا گیا تھا۔
یوسف صاحب کا دل بیٹے کی جانب سے صاف ہوا تھا یا
نہیں' ان کے دل کی کیفیت کا انداز ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ عمر
نے بھی کئی ہفتوں تک اپنی نوزائیدہ محبت کے بچھڑ جانے کا
سوگ بھرپور انداز میں منایا' ماں بہن کی محبت و اپنائیت نہ
ہوتی تو وہ نہ معلوم کیا کر بیٹھتا' زخمی دل کا کوئی مداوا نہ تھا۔ ہر
اس جگہ دیکھ چکا تھا' نہیں جہاں دل بے قرار گھسیٹ کر لے
جاتا تھا' وہ اس سوچ و فکر میں گم رہا کرتا کہ نامعلوم وہ مظلوم
و بے سہارا عورتیں کہاں کہاں کی خاک چھانتی پھر رہی
ہوں گی۔

''کہاں گم رہتے ہو؟ لگتا ہے اس بدبخت لڑکی کے
خیالوں سے ابھی تک پیچھا نہیں چھڑا پائے ہو۔'' یوسف
آتے ہوئے اسے خیالوں میں گم دیکھ کر اپنے مخصوص
طنزیہ انداز میں گویا ہوئے۔

''اگر چھڑانا بھی چاہوں تو آپ نہیں چھڑانے دیں
گے کبھی بھی۔ میں تو اسے بھولنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن
مجھ سے زیادہ یاد وہ آپ کو رہتی ہے۔'' وہ سر اٹھا کر کڑوے
لہجے میں بولا۔

''لاحول ولاقوۃ کیسی فضول باتیں کرتے ہو ہمیشہ سے

ہوش مندی کے فیصلے کرتا رہا ہوں جیسے آج ملائکہ کا رشتہ طے کرآیا ہوں۔" وہ گردن اکڑا کر کہتے ہوئے بیٹھ گئے تھے۔ وہاں آتی ملائکہ پردے کی اوٹ میں ہوگئی اور مہربانو ہونق چہرے کے ساتھ اندر آئی تھیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں پاپا آپ؟ آپ کس طرح سے ملائکہ کی زندگی کا فیصلہ خود بنا کسی کے مشورے سے کرسکتے ہیں؟"

"باپ ہوں میں ملائکہ کا اور اس کا ہر فیصلہ کرنے کا حق مجھے حاصل ہے۔"

"اٹ از رونگ پاپا! زندگی ملائکہ کو گزارنی ہے اور کس کے ساتھ گزارنی ہے اس فیصلے کا حق بھی اسے ہی کرنا ہوگا۔" ان کی حاکمانہ نیچر کو جانتے ہوئے بھی وہ بہن کے حق میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مہربانو ڈبڈبائی نگاہوں سے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ جنہوں نے اتنا اہم فیصلہ کرتے وقت مشورہ تو درکنار بتانا بھی گوارانہ کیا تھا۔

"خاموش رہو تم! میں اپنی بیٹی کے مستقبل کا بہترین فیصلہ کررہا ہوں باپ سے زیادہ بیٹی کی خوش حالی کون چاہ سکتا ہے۔"

"جی یہ چاہت ہے آپ کی جو نہ جانے کس سے رشتہ طے کرآئے ہیں اور یہاں مما تک کو بے خبر رکھا ہے آپ نے ماں سے زیادہ اولاد کا کوئی بھلا چاہ ہی نہیں سکتا آپ بھی نہیں۔ میں بھی اپنی بہن کی شادی اس جگہ نہیں ہونے دوں گا۔"

"اچھا تم روکو گے مجھے کیا تجربہ ہے تمہارا لوگوں کو پرکھنے کا؟ کس بنیاد پر اچھے اور برے لوگوں کی پرکھ کرسکو گے؟"

"لوگوں کو جانچنے کی پرکھ عمر و تجربے کی کسوٹی پر نہیں ہوتی۔"

"ہوں...... ہوں جو مسکرا کر بات کرکے جھوٹ موٹ آنسو بہا کر جھوٹے و بناوٹی قصے سنا کر ملے تم ان پر یقین کرلو گے...... جیسے وہ بازاری عورتیں تمہیں الو بناتی رہیں اور تم اپنے باپ کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگے ہو۔"

وہ معاف کرنے والے نہیں تھے موقع ملتے ہی طنز و طعنوں کی تلوار وہ مہارت سے چلانے لگے تھے۔

عمر کی رنگت بالکل سرخ ہوگئی تھی، ماتھے کی رگ ابھر آئی تھی۔

"عمر! بیٹھ جاؤ بیٹا آپ کے پاپا کی عادت ہے اسی طرح زبان سے گھائل کرنے کی آپ مجھے بھی دیکھو میں بھی صبر کررہی ہوں۔" پہلی بار ان کی زبان پر شوہر کے خلاف کوئی شکایت آئی تھی لمحے بھر کو یوسف صاحب بھی کچھ کہہ نہ سکے۔

"ٹھیک ہے میری عادت ہے کھری بات کرنے کی اور مجھ جیسے لوگ کبھی کسی دور میں پسندیدہ نہیں رہے ہیں اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں سچ بولنا چھوڑ دوں اور حق و ناحق پر ہامیاں بھرتا پھروں۔"

"بچوں کی زندگی کے فیصلے تنہا نہیں ہوتے ہیں یوسف صاحب! اس میں گھر کے افراد کے ساتھ ساتھ لڑکی کی مرضی بھی معلوم کی جاتی ہے۔ ویسے تو مذہب کا بے حد پرچار کرتے ہیں ایسے اہم موقعوں پر شرعی احکامات کو کیوں بھول جاتے ہیں آپ جیسے لوگ؟"

بیٹی کے مستقبل کے خوف نے مہربانو کو بھی لب وا کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ پردے کے پیچھے سے ملائکہ چپ چاپ چلی گئی تھی۔

"ماں اور بیٹا کس طرح میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو کوئی ابھی بارات نہیں آرہی ہے بتا رہا ہوں ابھی سب۔"

☾......☾......☾

رضوانہ لائٹس آن کرتی ہوئی اس کے روم میں آئی جہاں وہ سب سے بے خبر چہرہ گھٹنوں میں چھپائے بیٹھی تھی۔ ملگجے کپڑے، بکھرے الجھے بال، اس کے دل کی حالت بیان کررہے تھے۔ ماں کی آہٹ پر بھی اس نے چہرہ نہیں اٹھایا، وہ اس کے قریب بیٹھ گئیں اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے ممتا بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"مائدہ! بیٹی مغرب کی اذان ہوچکی ہے نماز پڑھ لو

اٹھو۔" آواز پر اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا جو سوکھے پھولوں کی مانند تھا۔ بے رنگ مرجھایا ہوا زرد چہرہ ان کے دل سے ہوک اٹھی تھی۔ یہ چہرہ پھولوں کی مانند شگفتہ ہوا کرتا تھا۔ ان آنکھوں میں زندگی بھی مسکراتی تھی۔

یہ ہونٹ قہقہوں و مسکراہٹوں سے سجے رہتے تھے۔

"کیوں ہر وقت بات بے بات ہنستی رہتی ہو نہ ہنسا کرو اتنا۔"

"تم مائدہ کو ہنسنے سے مت منع کیا کرو اس کی ہنسی سے ہی تو گھر میں رونق ہے یہ چپ ہو جائے تو ہر طرف سناٹا چھا جائے گا۔"

"بالکل سچ کہتی تھیں آپا تم' اب گھر کے در و دیوار سناٹے و ویرانی سے سہمے ہوئے رہتے ہیں اور یہ مائدہ جس کی ہنسی مجھے دہلائے رکھتی تھی نا معلوم کیوں میرا دل کہتا تھا آج یہ جتنا ہنس رہی ہے کل اتنا رونا ہی نہ پڑے میری بچی کو...... میرا وہم...... حقیقت ثابت ہوا مہندی سے سرخ ہونے والے ہاتھ خون کی لالی سے سرخ ہو گئے میری ہنستی مسکراتی بچی صرف سانس لیتا وجود بن گئی۔ کل تک بن بات ہنسنے والی آج ہنسنا ہی بھول گئی ہے۔

"اوہ! اذان ہوگئی اور مجھے آواز ہی نہیں آئی۔" اس نے چونک کر بال لپیٹتے ہوئے کہا۔

"مائدہ! بند کمرے میں تنہا بیٹھی کیا سوچتی رہتی ہو؟"

"میں تنہا کب ہوتی ہوں امی! حماد مجھے تنہا کب رہنے دیتا ہے۔" اس کے کھوئے کھوئے لہجے پر وہ پریشانی سے استفسار کرنے لگی۔

"تم نے دوائیں کھانا چھوڑ دی ہیں بیٹا۔"

"آپ سمجھتی ہیں دوائیں کھا کر میں حماد کو بھول جاؤں گی؟ کیا ان دواؤں میں اتنی طاقت ہے جو حماد کو مجھ سے جدا کر سکیں۔"

"میں تمہاری دشمن نہیں ہوں مائدہ۔"

"جو مجھے حماد سے دور کرے گا وہ میرا دوست بھی نہیں ہے۔" اس کے انداز میں خاصی اجنبیت و جذباتیت تھی۔

"اس حقیقت کو سمجھو بیٹی! حماد تم سے دور چلا گیا ہے۔ ایسی جگہ جہاں سے وہ واپس نہیں آسکتا کوئی واپس نہیں آتا وہاں سے۔" اس کو سمجھاتے سمجھاتے ان کے آنسو خشک ہوگئے تھے اور وہ جان کر بھی جاننا نہیں چاہتی تھی۔

"مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا ہے بیٹی۔"

"جب دل ہی مرجائے تو کس طرح زندگی کا احساس ہوتا ہے امی! میں پاگل نہیں ہوں' مگر میں زندہ بھی نہیں ہوں' حماد کے ساتھ میں بھی مرچکی ہوں آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔" وہ دانتوں سے ہونٹ کچلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پھر میں اور عارف کس کے لیے جئیں؟ ہم بھی مر جائیں' جب تم ہمیں کچھ سمجھتی نہیں ہو' تمہیں ہمارے دکھوں کا احساس نہیں ہے' عارف اور میں صرف تمہارے لیے جی رہے ہیں۔" وہ ضبط کے باوجود بھی رو پڑی تھیں۔ مائدہ ان سے لپٹ گئی۔

"امی! آپ ایسی باتیں نہیں کریں' آپ اور بابا سے میں بے حد محبت کرتی ہوں' بہت محبت کرتی ہوں۔"

"پھر ہماری خاطر خود کو بدلو بیٹا' تم تو دنیا سے ہی نہیں خود سے بھی بیگانہ ہوگئی ہو' عارف ان صدموں سے سنبھلے تھے کہ تمہاری اس حالت نے انہیں بے رو کمزور کر ڈالا ہے' وہ آتے جاتے تمہاری طبیعت پوچھتے ہیں' صبح سے گھر واپسی تک کئی فون کر ڈالتے ہیں۔" وہ آنسو صاف کرتی ہوئی کہنے لگیں۔

"ٹھیک ہے امی' میں خود کو بدلنے کی سعی کروں گی' لیکن آپ بھی مجھ سے وعدہ کریں۔"

"کیسا وعدہ؟"

"آج کے بعد آپ کبھی بھی مجھ سے حماد کو بھولنے کا نہیں کہیں گی۔"

"یہ کیسا وعدہ ہے زندہ رہنے کے لیے زندہ لوگوں سے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ حماد ماضی تھا اور ماضی بھلانا پڑتا ہے۔" دل پر پتھر رکھے بیٹی کی خاطر وہ اپنوں سے متعلق کہہ رہی تھیں۔

☾......☾......☾

ریان خوش شکل و خوش مزاج شخص تھا وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا اور سب سے بہترین بات یہ تھی کہ وہ یوسف صاحب کی بڑی بہن کا بیٹا تھا۔ ان کی بہن نے فون کر کے گھر رشتہ لانے کی اجازت چاہی تھی اور انہوں نے اپنی جلد باز طبیعت کے باعث تمام تکلفات و روایات بالائے طاق رکھ کر فون پر اسی وقت ہی رشتہ منظور کرنے کی خوش خبری دے دی تھی۔ بہن بھی بھائی کے مزاج آشنا تھیں کوئی اعتراض نہ کیا اور ان سے ساری بات سن کر مہربانو کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی تو باپ سے خفا ہونے کے باوجود بھی وہ مطمئن ہوگئیں۔ ریان جیسا بندہ اس کی بہن کا شریک حیات بننے کے لائق تھا۔ یوسف کی طرح ان کی بہن بھی بے صبری ثابت ہوئی تھیں۔ وہ اسی شام مٹھائی فروٹ اور منگنی کی انگوٹھی لے کر آ گئیں۔ عمر ملائکہ کے چہرے پر مسرت کے رنگ دیکھ کر خوش تھا۔

"بھائی صاحب! ملائکہ اب میری بیٹی ہوگئی ہے، بہت جلد میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گی۔" انگوٹھی پہنانے کے بعد وہ اسے لپٹاتے ہوئے محبت سے بولیں۔ "اب آپ بھی عمر کے لیے کوئی لڑکی دیکھ لیجیے۔"

عمر کے مسکراتے لب سنجیدہ ہوگئے۔ ان کا منہ میٹھا کراتی ہوئی مہربانو نے کہا۔

"آپی! یہ نیک کام بھی آپ ہی کیجیے' کوئی لڑکی ہے آپ کی نظر میں جو عمر کے ساتھ سوٹ کرے؟"

"یہ بات تو عمر سے معلوم کرو۔" وہ سامنے بیٹھے عمر کو مسکرا کر دیکھ کر بولیں۔

"اس دور میں لڑکے خود اپنی پسند کی لڑکی ڈھونڈ لیتے ہیں۔"

"آپ کو تو معلوم ہی ہے یوسف نے کیسی پرورش کی ہے، بچوں کی لڑکی پسند کرنا دور کی بات وہ بات کرنا پسند نہیں کرتے۔" عمر اٹھ کر چلا گیا یوسف کی فخریہ نگاہیں اس کی پشت پر دور تک جمی رہیں۔ جبکہ وہ کہہ رہی تھیں۔

"خیر یہ بات تو ہے آپ کے گھر کی مثال تو سارے خاندان میں دی جاتی ہے، تم نے اور یوسف نے بہت اچھی تربیت کی ہے، دیکھو نہ شادی کی بات سن کر کس طرح عمر چلا گیا ہے ورنہ اس دور کے بچے تو بے شرمی سے خود کرتے ہیں ایسی باتیں۔"

"اب یوسف خود ڈھونڈیں گے عمر کے لیے لڑکی۔"

بارش اچانک ہی شروع ہوئی تھی۔ دوپہر تک کوئی امکان نہ تھا۔ عارف گھر کی طرف رواں دواں تھے جب ان کی نگاہ سڑک کے ایک سائیڈ کھڑی کار اور کار میں بیٹھے شخص پر پڑی وہ رک گئے۔

"السلام علیکم یوسف بھائی۔" وہ کار سے نکل کر ان کی طرف بڑھے۔

"وعلیکم السلام! تم...... عارف میاں ہی ہونا؟" وہ کار سے نکل کر انہیں پہچانتے ہوئے پر شفقت لہجے میں گویا ہوئے۔

"جی ہاں میں عارف ہوں' کار خراب ہوگئی ہے کیا؟"

"ہاں' گھر سے نکلتے وقت تو ٹھیک ٹھاک تھی' راستے میں بگڑ گئی۔ بیٹے کو فون کررہا ہوں تو سگنلز ہی غائب ہوگئے ہیں۔" موٹی موٹی بوندیں دونوں کو ہلکا ہلکا بھگو رہی تھیں۔

"یہ موسم کی وجہ سے پرابلم ہورہی ہے آپ میرے گھر چلیں' قریب ہی ہے میں ورکشاپ فون کرکے کسی مکینک کو بلوا کر گاڑی ٹھیک کروادوں گا' آپ اتنے میں یہ ٹائم میرے غریب خانے پر گزاریں۔" یوسف صاحب نے کچھ تکلف سے کام لیا مگر عارف کے خلوص بھرے اصرار پر ان کے ہمراہ گھر چلے آئے تھے۔

آصف سے ان کی دوستی ایک پارٹی میں ہوئی تھی اور وہ بہت جلد گہرے دوست بن گئے تھے۔ آصف کے توسط سے عارف سے بھی ان کی ہیلو ہائے ہوتی تھی۔ شادی کے بندھن میں بندھنے کے باوجود ان کی دوستی میں سرمو فرق نہ آیا تھا' اور ان کے گھرانے بھی آپس میں میل ملاپ رکھتے تھے۔

اس دوستی کو اس وقت زوال آیا جب آصف اس دنیا کو چھوڑ گئے پہلے پہل تو وہ عارف کی دل جوئی کرنے آتے

رہے عمر کے ہم عمر حماد کو سینے سے لگائے رکھتے تھے' اس دوران ان کا ٹرانسفر سرگودھا ہوا تو وہ مجبوراً ان سے دور ہوئے تھے اور پھر وقت کی چلن کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی میں ایسے مگن ہوئے کہ کراچی آنے کے بعد بھی وہ اس طرف کا رخ نہ کرسکے۔

بارش کھل کر برس رہی تھی۔

ان کے دل پہ آصف کے جوان بیٹے کی موت کا سن کر دکھ کا ایک بوجھ سا آ گرا تھا' کئی لمحوں تک وہ ایک لفظ نہ بول سکے تھے' ایسا بھی ہوتا ہے لفظوں کی قطاریں سامنے مودب کھڑی ہوتی ہیں لیکن زبان ساکت رہ جاتی ہے' عارف اور رضوانہ جو دکھوں کے بوجھ اٹھائے تھک گئے تھے ایک ہمدرد و غم گسار کو دیکھ کر ہر دکھ بتاتے چلے گئے۔ وہ بھی بظاہر تو چٹان لگتے تھے مگر تھے تو انسان ہی ان کے دکھ پر آنکھیں نم ہونے سے نہ بچا سکے تھے۔

وہ بے حد سنجیدہ پرخلوص سی لڑکی جس نے بڑی نفاست سے ان کے آگے لوازمات سے ٹیبل بھر دی تھی' جس کی آنکھوں میں اداسی تھی تو سادہ چہرے پر کھنڈروں جیسی ویرانی تھی' اتنی کم عمری میں ایسا سادگی و وقار اس دور کی لڑکیوں میں کہاں تھی۔

"بارش کا زور کم ہوا ہے گھر والے بھی پریشان ہو رہے ہوں گے عارف' مجھے اجازت دو اب۔" وہ کھڑکی سے باہر گرتی بوندوں کو دیکھتے ہوئے اجازت طلب کرنے لگے۔

"کچھ دیر اور رک جائیں بھائی صاحب' مدتوں بعد کسی اپنے کا ساتھ نصیب ہوا ہے' آپ کی نشست میں بڑی راحت ملی ہے۔" عارف کے ہر لفظ سے سچائی جھلک رہی تھی۔

"بے فکر رہو' میں بہت جلد مہربانو اور ملائکہ کو لے کر آؤں گا۔"

◐......◐......◐

"قسمت تو اللہ ہی بناتا ہے اور ہمارا ایمان بھی ہے ہر کام اس کے حکم پر ہوتا ہے' اور اس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی بہتری چھپی ہوتی ہے' لیکن سچ بات تو یہ ہے آصف بھائی کے بعد ان کے جوان بیٹے کی موت اور وہ بھی شادی سے ایک ہفتہ قبل بڑا المیہ ہے۔ عارف اور رضوانہ بھابی پر ایک قیامت سی ٹوٹ پڑی ہے۔" ان کی باتیں سن کر مہربانو افسردہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"ان کا دکھ ایک طرف مجھے سب سے زیادہ اس بچی پر ترس آ رہا ہے' کتنی معصوم و بھولی لگ رہی تھی وہ' کم سنی میں ہی بردباری و وقار اس بچی کے وجود کا حصہ بن گیا ہے۔ دل موہ لینے والی صورت ہے' بہت شریف و باحیا لڑکی ہے۔" وہ تصور کی آنکھ سے مائدہ کو دیکھ رہے تھے خاصے متاثر ہوئے تھے کئی گھنٹے وہ ان کی نگاہوں کے سامنے رہی تھی۔

خوب صورت حزن آمیز حسن...... خاموشی سے سر جھکائے گھر کے کاموں میں مصروف... کم گو فرماں بردار' بااخلاق و سگھڑ ایسی بہو وہ چاہتے تھے۔

"ارے آپ نے اتنی عجلت میں اس لڑکی کو بہو بنانے کا فیصلہ بھی کرلیا پہلے عمر سے اس کی مرضی معلوم کریں۔" وہ بیٹے کا مزاج جانتے ہوئے آہستگی سے بولیں۔

"پوچھ لو اس سے بھی میں نے کب روکا ہے۔ مگر فیصلہ میرا ہی چلے گا' عمر کو سمجھا دینا اور سنو..." وہ نرم لہجے میں کچھ سوچ کر مخاطب ہوئے۔

"مائدہ کی شادی ہونے والی تھی' اس کا کزن کس طرح ہلاک ہوا یہ کچھ بھی نہیں بتانا عمر کو...... وہ شاید نہیں مانے گا۔"

"یہ غلط ہے' بات کہاں چھپتی ہے ایک دن حقیقت سامنے آجاتی ہے' اگر کسی طرح پتہ چل گیا عمر کو پھر بسا ہوا گھر خراب ہوگا۔" ان کے لہجے میں اندیشے بول رہے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا تم ابھی جا کر عمر سے بات کرو' ہم کل چل رہے ہیں راستے سے ہی انگوٹھی مٹھائی وغیرہ خرید لیں گے۔"

"پہلے آپ ان سے ذکر تو کریں وہ رشتہ پسند کریں تو ہی اس طرح انگوٹھی لے کر جانا اچھا بھی لگے گا اور..." وہ آہستگی سے رک رک کر گویا ہوئیں۔

"عمر کی مرضی بھی معلوم ہو جائے پھر ہی انگوٹھی دکھائی اچھی لگے گی۔"

"عمر کبھی میرے فیصلے سے سرتابی کی جرأت کر نہیں سکتا ہے اور رہا سوال عارف سے بات کرنے کا تو وہ میری بات پر خوش ہو کر فوراً ہی بات پکی کر دے گا۔" ان کا یقین قابل دید تھا۔

"جاتی ہوں عمر کے پاس بتاتی ہوں اسے۔" وہ اس کے کمرے میں آئیں تو وہ ان کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے بلا تمہید عمر کو سب بتا دیا تھا۔

"پاپا کب تک ہمیں اپنی محکوم رعایا سمجھتے رہیں گے مما!" وہ گہرا سانس لے کر ڈھیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

"زبردستی نہیں ہے بیٹا!" وہ گھبرائی۔

"پاپا سے کہیے گا وہ زبردستی کرنے کا سوچیں بھی نہیں، ان کی پسند کی ہوئی لڑکی مجھے کبھی پسند نہیں آئے گی۔"

"اپنے پاپا سے اس طرح متنفر مت ہو بیٹا! میں مانتی ہوں انہوں نے ہر فیصلے میں ہمیشہ جلد بازی کی ہے، مگر بیٹا وہ حق پر ہوتے ہیں ان کا مزاج کڑوا سہی مگر...... نیت اچھی ہوتی ہے وہ دل کے برے نہیں ہیں۔"

"دل کون دیکھتا ہے مما! سب زبان ہی دیکھتے ہیں۔"

"ہمیں دوسروں سے کیا سروکار، گھر کی فضا کو خوش گوار رکھنے کے لیے ہمیں ایک دوسرے کی اچھی باتیں یاد رکھنی ہوں گی، ان تمام باتوں کی کڑواہٹوں کو بھلا کر جو ہمارے درمیان فاصلے بڑھاتی ہیں۔" وہ اس کے قریب بیٹھی ہولے ہولے شانہ تھپکتی رہی تھیں، اپنے نرم و شیریں انداز میں اسے سمجھا رہی تھیں۔ دل تو اس کا بھی بے حد گداز تھا، شائستگی و وقار اس کی شخصیت سے چھلکتا تھا۔ حال ہی میں اس کے رویے میں بیگانگی و گستاخی جو در آئی تھی اس کا سبب یوسف صاحب کی ہٹ دھرم طبیعت اور جائز و ناجائز بات منوانے کی حاکمانہ طبیعت کے باعث آئی تھی۔

"مما! آپ کی خاطر میں جان دینے کو بھی تیار ہوں، مگر پاپا کی چوائس قبول کرنا کسی آگ کے جلتے کنویں میں چھلانگ لگانا ہے میرا دل نہیں مان رہا، پاپا کی نیچر سے میں واقف ہوں۔"

* * *

وہ یک ٹک ماں کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے گویا اس کی سماعتوں میں صور پھونک ڈالا ہو قیامت آ گئی ہو اور اس کی ذات ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی تھی۔ پھٹی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"مائدہ! اس طرح کیا دیکھ رہی ہو میری بیٹی! میں نے کوئی انہونی بات نہیں کی، کب تک تم اس گھر میں رہو گی؟" انہوں نے قریب جا کر اسے لپٹانا چاہا اور وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔

"اید ھی ہوم چھوڑ آئیں مجھے، میرے لیے اس گھر میں جگہ نہیں ہے تو۔"

"کیوں میرے دل کو گھائل کرتی ہو بیٹی......"

"مت کہیں مجھے بیٹی مر گئی میں اور میری لاش کو دلہن بنا کر آپ کس کی سیج سجانا چاہتی ہیں، کوئی ماں ایسا کر سکتی ہے؟" وہ کسی طوفان کی مانند بپھر رہی تھی۔

"میں تمہارے دل پر گزرنے والے دکھ و تکلیف کو سمجھتی ہوں بیٹی، کیونکہ میں نے بھی ایک اذیت کا دریا عبور کر کے یہ فیصلہ کیا ہے۔ حماد کو میں نے بھی بچپن سے بیٹے اور داماد کے روپ میں دیکھا تھا۔" حماد کے نام پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"عارف کو اور مجھے بھی پھر بیٹے کی چاہ نہیں ہوئی، ہم شکر کرتے تھے اللہ نے بیٹا اور بیٹی عطا کی ہیں زندگی کی ہر کمی پوری کر دی ہے آہ......! کیا معلوم تھا ایسا وقت بھی آئے گا وہ پھولوں سے سجی گاڑی میں آنے کے بجائے چار کاندھوں پر روانہ ہو جائے گا۔" آہ و فغاں کا ایک حشر وہاں اٹھ گیا تھا دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر رونے لگیں اور دیر تک روتی رہیں، عارف نے آ کر ان کو دلاسہ دیا۔

"جانے والے چلے گئے اب آنسو بہانا ان کو تکلیف دینے کے مترادف ہے بیٹا! غم کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ایک وقت بہت چھوٹا لگتا ہے، جب آصف بھائی کا انتقال ہوا مجھے لگا میں اب ان کے بغیر جی نہیں پاؤں گی، بہت جلد مر

جاؤں گا اور دیکھو آج تک زندہ بیٹھا ہوں، چھ ماہ قبل اپنوں کو اپنے ہاتھوں سے قبروں میں اتارا ہے پھر بھی سانسیں لے رہا ہوں۔" مائدہ سسکیاں لے رہی تھی۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے کمزور لہجے میں سمجھا رہے تھے۔

"میرے سمجھانے کا مقصد یہ ہے مائدہ! یہ دنیا کا چلن ہے کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا، البتہ جدائی کا گھاؤ آسانی سے نہیں بھرتا۔ اس زخم کو بھرنے میں وقت لگتا ہے اور ساری بات تو یہ ہے اب ہمارے پاس وقت نہیں ہے کب بلاوا آجائے معلوم نہیں، اپنی زندگی میں ہم تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں۔" ان کا لہجہ گھٹا گھٹا سا تھا وہ کبھی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے، کبھی پہلو بدلتے اور کبھی نگاہ بیوی کی طرف ڈالتے جو ان کی باتوں پر تائید میں گردن ہلا رہی تھیں۔

"بابا! آپ مجھے گلہ دبا کر مار دیں، سمندر میں غرق کرا دیں، میں اف نہیں کروں گی مگر میں شادی نہیں کروں گی۔"

"وہ زمانہ بیت گیا میری بیٹی! جب لوگ بیٹیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا کرتے تھے اب تو میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے، جس میں بیٹیوں کو رحمت کہہ کر پکارا گیا ہے میں جاہل نہیں ہوں، میں تمہیں عزت وشان کے ساتھ گھر سے رخصت کرنا چاہتا ہوں، بٹی عارف نے اپنے بیٹے عمر کا رشتہ مانگا ہے، عمر ایک لائق فائق، قابل ہونہار لڑکا ہے، اس کے ساتھ تم خوش رہو گی۔" وہ اس کے آنسو صاف کر رہے تھے۔

"حماد کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا، مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔" اس کے لہجے میں دکھ بھری ضد تھی۔ وقت بھی کئی روپ بدلتا ہے، کل تک اس کا باپ کے سامنے آنکھ اٹھا کر بات کرنا محال تھا اور آج وہ سر اٹھائے ان سے کہہ رہی تھی وہ خود بھی بکھرے ہوئے تھے اور اس کی دلی حالت کا بھی ان کو اندازہ تھا۔ نرمی اور شفقت سے سمجھانے کے باوجود بھی وہ نہ مانی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اتار کر اس کے قدموں میں رکھ دی۔

◐......◐......◐

یوسف عمر کے مسلسل انکار کو کسی خاطر میں نہ لائے تھے، دوسرے دن بیوی اور بیٹی کے ہمراہ جا کر نہ صرف بات پکی کی ساتھ ساتھ ہی ڈیٹ بھی فکس کر آئے تھے اور بہن کو بھی ملائکہ کی شادی کی ڈیٹ دے دی تھی اور بے حد سیاست سے یہ سب کیا تھا۔ عمر نے مارے اشتعال وناپسندیدگی کے گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔ وہ مائدہ سے رشتہ ختم کرنے کے درپے تھا یوسف نے صاف کہہ دیا جو ہونا تھا وہ ہوگیا اگر تم اس لڑکی سے تعلق ختم کرو گے تو پہلے اپنی بہن کا بھی خیال رکھنا، تمہاری کرنی کا پھل تمہاری بہن کو بھرنا پڑے گا اور بہت کچھ وہ کہہ گئے تھے۔

"مائدہ بے حد سلجھی ہوئی نیک و اچھی لڑکی ہے بیٹا! آپ کی اور اس کی جوڑی بہت خوب صورت لگے گی، پہلی نظر میں ہی پسند آئی ہے واقعی وہ لڑکی اس گھر کی بہو بننے کے لائق ہے۔"

"بھائی! ریئلی وہ بہت پریٹی اور نائس ہیں، اب آپ غصہ تھوک دیں، پہلے تو ہم بھی بابا کی چوائس سے خائف تھے، مگر مائدہ بھابی کو دیکھ کر بابا کے انتخاب پر دنگ رہ گئے۔" ملائکہ نے بھی چہکتے لہجے میں تعریف کی تھی۔

"مما آپ اور ملائکہ بابا کا ساتھ دے رہی ہیں نا؟"

"اس میں آپ کی بھلائی ہے، آپ ایک نظر مائدہ کو دیکھیں تو ملائکہ موبائل میں کئی تصویریں لائی ہے۔"

"مجھے نہیں دیکھنا، جو دل چاہے کریں۔" وہ وہاں سے چلا گیا۔

"مما! پریشان مت ہوں، چند دنوں کی بات ہے، شادی کے بعد دیکھیے گا پروانے کی مانند ان کے آگے پیچھے گھومیں گے۔" ملائکہ نے ماں کو پریشان ہوتے دیکھ کر تسلی دی۔

"ہوں.... دعا کریں عمر کا دل موم ہو جائے۔" وہ فکر مند تھیں۔

◐......◐......◐

جب انسان کچھ پا لیتا ہے تو کچھ کھو بھی دیتا ہے، پانے کی سرشاری وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہوتی جاتی ہے اور کھو دینے کا ملال وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتا رہتا

ہے۔اس نے پائے بغیر کھویا تھا۔ محبوب سے بچھڑنے کا دکھ ادھوری محبت کا سوگ کم بھی نہ ہوا تھا کہ اسے والدین کی خواہشوں کی سولی چڑھنا پڑا تھا اور اس نے باپ کے شملے کی لاج رکھنے کی خاطر خود کو پتھر بنا لیا تھا۔ عمر کی ماں، بہن نے پہلی بار اسے دیکھا اور گرویدہ ہوگئی تھیں، اس نے خاموشی کے پردے میں اپنی ناپسندیدگی چھپالی تھی، چٹ منگنی پٹ بیاہ والا معاملہ تھا، عمر کی فیملی کی آمدورفت ہر دوسرے تیسرے دن ہورہی تھی۔ پہلے انہوں نے اسے شادی کی شاپنگ اپنی پسند سے کرنے کے لیے ساتھ لے جانا چاہا اس کے انکار پر برا مانے بغیر وہ جیولری سیٹ، شرارے تو کبھی سینڈلز، کھسے، چپل وغیرہ دکھانے اس کی پسند معلوم کرنے آتی تھیں اور ان کی موجودگی میں وہ اسی کو بے حد سراسیمہ و ہراساں دکھتی وہ آنکھوں آنکھوں میں اس سے التجا کرتیں، اشارے کرتیں وہ ہر چیز پر پسندیدگی کا اظہار کردے، وہ اس سے خوف زدہ تھیں کہ کہیں ان پر اس کی ناپسندیدگی ظاہر نہ ہوجائے، باہر لوگوں نے اس کو منحوس کہنا شروع کردیا تھا، کوئی آسانی سے اس کا ہاتھ تھامنے والا نہ تھا۔ عمر کا رشتہ ان کی توقعات سے بڑھ کر تھا۔ انہوں نے سب بھول کر مائدہ کو راضی کیا تھا کہ آج وہ حماد کی یادوں کے ہجوم میں گھری ہے اور کل جب یادوں کی آنچ بجھتے بجھتے سرد ہوگی تو تنہائی میں اسے سہارے کی ضرورت ہوگی، تب وہ ماں باپ کی دور اندیشی کو سمجھے گی اور اپنے اس رویے پر نادم ہوگی۔

وقت کسی کے لیے نہیں ٹھہرتا ہے اس کا کام دوڑنا ہے اور یہ دوڑتا رہتا ہے، اس کے نصیب میں سہاگن ہونا لکھا جاچکا تھا، سو وہ برستی آنکھوں اور تڑپتے دل کے ساتھ نکاح نامے پر سائن کرکے عمر یوسف کی ہوگئی تھی، وہاں دوسرے لوگوں کے ہمراہ موجود عارف اور رضوانہ نے تشکر بھری سانس لی تھی۔ ایک خوف اس کے انکار کا کسی بوجھ کی طرح سینے سے ہٹا تھا، مبارک سلامت کا شور تھا، لمبے گھونگھٹ میں وہ خاموشی سے رورہی تھی، حماد کی مہک اسے قریب محسوس ہورہی تھی، وہ شاید اس سے شکوہ کررہا تھا۔ اتنی جلدی اسے بھلا کر کسی اور کی ہونے پر، ساتھ جینے، ساتھ مرنے کی قسمیں کھانے والی، آج کسی اور کی ہوگئی تھی وہ رو رہا تھا، چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے، سرخ آنسو وہ بے ہوش ہوگئی۔ دلہن بے ہوش ہوگئی، دلہن بے ہوش ہوگئی کی صدائیں شادی ہال کے ڈریسنگ روم میں پھیل گئی تھیں، کوئی جوس لے کر دوڑا تو کوئی پانی، اس نے آنکھیں کھولیں تو مہربانو جو اسے سہارا دیے بیٹھیں تھیں گویا ہوئیں۔

''دیکھا میں نہ کہتی تھی نظر لگی ہے میری بہو کو بھابی میں صدقہ کرنے جارہی ہوں اور منع کردوں گی کوئی اس طرف نہ آئے، آپ کچھ دیر آرام کروائیں پھر رسموں اور رخصتی میں تھک جائے گی مائدہ۔'' مہربانو کہہ کر وہاں سے چلی گئیں اور رضوانہ نے بڑھ کر دروازہ لاک کیا اور مائدہ کے پاس آگئیں۔

پنک وہیروِن کنٹراسٹ لہنگا سوٹ میں اس کے سوگوار حسن پر ٹوٹ کر روپ چڑھا رہا تھا وہ نظریں چرا گئیں تاب ہی نہ تھی نظر بھر کر دیکھنے کی۔

''مجھے اور عارف کو فخر ہے بیٹی تم پر تمہارا کہا مان کر ہماری عزت رکھی ہے آج سے تم ہمارے لیے پرائی ہوگئی ہو۔'' آواز بھرا گئی۔

''ماں کی تربیت بیٹیوں کے سسرال میں دکھائی دیتی ہے۔ ہمیں وہاں بھی سرخرو رکھنا اور عمر تمہارا مزاجی خدا ہے اس کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہ دینا اور نہ ہی حماد کا نام تمہارے منہ پر آئے غلطی سے بھی ماضی کا ایک لفظ نہ کہنا مرد کچھ بھی کرتے رہے ہوں وہ اپنی شریک حیات پر کسی دوسرے مرد کی پرچھائیں بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔'' وہ قریب بیٹھ کر اسے دھیمے لہجے میں سمجھانے لگی تھیں۔

''حماد کا نام اس کی یادیں، اس کی باتیں میں کبھی نہیں بھول سکتی، نہ ہی میں عمر سے کچھ چھپانے والی ہوں۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

''پاگل مت بنو مائدہ!'' باہر سے دستک

ہونے لگی تھی۔

"رات ہی وہ تمہیں کاغذ تھما کر نکال باہر کرے گا لوگوں نے پہلے ہی نحوست کا لیبل تم پر لگادیا ہے اب کیا......" وہ دانستہ چپ ہوگئیں۔ دروازے پر دستک جاری تھی۔

"کل حماد مر گیا تھا' آج میں مر گئی ہوں' میرا آپ اور بابا سے اب کوئی تعلق نہیں رہا ہے' مجھ سے ملنے مت آیئے گا دوبارہ۔"

◉......◉......◉

"تھوڑا سا مسکرا تو دو یار! ایسا لگ رہا ہے تمہیں یہاں مار کر لایا گیا ہے۔ مانا کہ دلہا بن کر کچھ زیادہ ہی خوبرو لگ رہے ہو۔" اسے بے زار اور بالکل سنجیدہ دیکھ کر قریب بیٹھے معاذ نے سرگوشی کی۔

اس نے باپ کے چہرے پر پہلی بار بے تحاشا خوشی اور مسکراہٹیں دیکھی تھیں وہ مہمانوں سے خندہ پیشانی سے پیش آرہے تھے' کئی بار ان کے قہقہے بھی گونجے تھے اور اسے لگ رہا تھا یہ سب وہ اس کی شکست اور اپنی فتح پر جشن منارہے ہوں۔

"عمر! کیا ہوا...... کیوں اس قدر بے چین لگ رہے ہو؟" وہ دیکھ رہا تھا ملائکہ اور میرپا تو دیگر خواتین کے ہمراہ دلہن کو اسٹیج کی طرف لارہی تھیں اور عمر کا چہرہ متغیر ہوتا جارہا تھا۔

"باہر چلو میرے ساتھ۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہال سے باہر آ گیا تھا۔ وہاں آ کر اس نے گہرے سانس لیے تھے۔

"عمر! تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے...... کیا ہوا؟"

"پاپا کو دیکھا تم نے کس طرح وہ اپنی کامیابی پر خوش ہیں؟" وہ اضطرابی انداز میں بالوں میں انگلیاں پھیرتا ہوا بولا۔

"ایسے موقع پر سب باپ اس طرح ہی خوش ہوتے ہیں۔"

"نہیں...... وہ بیٹے کی خوشی پر خوش ہوتے ہوں گے میرے پاپا اپنی پسند کی لڑکی کو مجھ پر مسلط کرنے اور چاندنی کو مجھ سے جدا کرنے پر خوش ہیں۔" وہ بلا کا بدگمان و متنفر ہورہا تھا۔

"فارگاڈ سیک عمر! آج کے اس حسین دن میں ایسی باتیں مت کرو' انکل نے تمہاری بہترین لائف کے لیے یہ سب کیا ہے' محبت کرتے ہیں تم سے اور تم آج بھی اس عورت کا نام لے رہے ہو جو بھاگ گئی تھی۔"

"بھاگ نہیں گئی' انہیں بھاگنے پر مجبور کیا گیا ہے میرا دل کہتا ہے۔"

"شٹ یار! اس لڑکی کا سوچو جو تمہارے نام سے کچھ دیر بعد تمہارے گھر میں داخل ہوگی' تم اس کا استقبال ان ہی باتوں سے کرو گے؟"

"وہ میرے گھر میں آرہی ہے میرے دل میں نہیں' اس کی جگہ دل میں نہیں ہے۔" وہ کاٹ دار انداز میں کہتا ہوا واپس ہال کی طرف چلا گیا۔

دوسرے ہال سے نکلتی چاندنی اور فردوس نے حیرانی سے کچھ فاصلے پر کھڑے عمر کو دیکھا تھا' دیدہ زیب شیروانی سوٹ میں وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا' اس کے گیٹ اپ سے لگ رہا تھا وہ دلہا ہے' وہ اردگرد سے بے خبر اپنے ساتھی کے ساتھ باتیں کررہا تھا۔ چاندنی کی آنکھوں میں لمحے بھر کو اندھیرا چھا گیا تھا۔

"چلو چاندنی! یقیناً وہ بڑھا بھی یہیں ہوگا' اگر اس نے دیکھ لیا تو...... خیر نہیں ہے ہماری۔" عمر کے اندر جانے کے بعد فردوس نے وہاں سے گزرتے ہوئے مہمان سے کنفرم کرلیا تھا کہ آج عمر کی شادی ہے' وہ گم صم چاندنی کا ہاتھ تھام کر بولتی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئی تھیں۔

◉......◉......◉

یوسف صاحب نے ڈھیروں نوٹ دلہن اور دلہا پر سے وار کر ملازمین میں تقسیم کروائے تھے۔ خلاف عادت وہ چہک رہے تھے۔ مہمان ان کی خوشی کے ساتھ ساتھ دلہن کے قریب بیٹھے عمر کی ازحد سنجیدگی کو بھی محسوس کررہے تھے۔ اس کے انداز میں موجود بیگانگی و لاتعلقی ڈھکی چھپی

نہیں تھی۔ رسموں کے دوران بھی اس نے ایسی لاتعلقی کا مظاہرہ کیا تھا خواتین میں چہ میگوئیاں ہونے لگی۔

''عمر کی بیگانگی بتا رہی ہے لڑکی اس کی پسند کی نہیں ہے۔''

''اس دور میں بھی کوئی بیٹوں کی پسند کے بنا شادی کرتا ہے؟''

''لڑکی تو گھونگھٹ میں چھپا چاند ہے۔''

''ارے آپا! خوب صورتی ایک طرف..... مگر سہاگن وہی ہو پیا من بھائے۔'' یہ سرگوشیاں گھر والوں کی سماعتوں سے مخفی نہ رہ سکیں۔ یوسف نے ایک نگاہ قہر آلود عمر پر ڈالی جو موبائل کان سے لگائے وہاں سے لان کی طرف جا رہا تھا پھر وہ مہربانو کی طرف چلے آئے جو جوڑے بنوانے کے بہانے سے وہاں سے اٹھ کر کچن کی طرف آ گئی تھیں۔

''اچھا بدلہ لیا ہے تمہارے بیٹے نے۔'' وہ قریب آ کر غرائے۔

''ہمارا اور اس بچی کا تماشہ بنوا کر سارا حساب بے باک کر ڈالا۔''

''پلیز! آہستہ بولیں مہمانوں تک آواز جائے گی۔'' کچھ دیر قبل خوشی سے تمتماتا چہرہ اداسیوں میں گھر گیا تھا۔

''مہمان سب سمجھ گئے ہیں لوگوں کو کسی کی کیا پروا ہوتی ہے وہ ایسے موقعوں کی تو چاہ کرتے ہیں میرے گھر بیٹھ کر میرے ہی خلاف لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع صاحب زادے نے دیا ہے برسوں کی عزت کو لمحوں میں خاک میں ملا دیا' دلہن کو کمرے میں پہنچاؤ تا کہ یہ لوگ فارغ ہوں یہاں سے۔''

◐.....◐.....◐

اس کو شور و غل' چھیڑ چھاڑ' ہنسی و قہقہے ذرا نہیں بھا رہے تھے وہ مما کی منت سماجت کے بعد بہت سست کر اس لڑکی کے پاس بیٹھا تھا جو سر جھکائے گھونگھٹ میں بیٹھی تھی۔ خوب صورت مہندی و چوڑیوں سے سجے گود میں دھرے ہاتھ بتا رہے تھے دلکش حسن کی ملکہ ہے' مگر دل کا کیا کیا جائے جو کسی گدھی پہ آ جائے تو پری بھی پانی بھرتی نظر آتی ہے سو اس کے دل میں نہ کوئی جذبہ بیدار ہوا اور نہ ہی کسی معطر خیال نے جگہ بنائی اور ابھی وہ اٹھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ سیل فون بج اٹھا اور اسکرین پر ایک مانوس نمبر دیکھ کر وہ چونکا اور کسی کی پروا نہ کرتے ہوئے لان کے اس حصے کی طرف چلا آیا جو پر سکون تھا' اس اثناء میں لائن ڈسکنکٹ ہو چکی تھی۔

اس کے اندر ایک جوش و جنون نے انگڑائی بھری اور وہ نمبر پش کرنے لگا ایک' دو' تین' چار اور متعدد بار کال کرنے کے بعد بھی دوسری طرف سے کال ریسیو نہیں کی گئی تھی' وہ جھنجلا کر رہ گیا۔

''تم یہاں ہو..... اندر بلایا جا رہا ہے تمہیں۔'' معاذ اسے ڈھونڈتا ہوا اس طرف آ کر بولا اس کے دیگر کزنز و دوست اس کے سرد و بیگانہ رویے کی باعث اس سے دور دور تھے۔

''کیوں؟'' وہ موبائل جیب میں رکھتا ہوا بولا۔

''آج تمہاری شادی ہوئی ہے' بھابی صاحبہ کمرے میں تمہارا انتظار کر رہی ہیں' اتنی رات ہو گئی ہے اور کتنا انتظار کرواؤ گے ان کو۔''

''ساری زندگی وہ صرف انتظار ہی کرے گی۔'' وہ طنز سے مسکرایا۔

''کیا دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا..... کیسی باتیں کر رہے ہو تم؟'' معاذ کو اس کی آنکھوں میں سفا کی و لہجے میں درندگی محسوس ہوئی تھی۔

''دیکھو میرے بھائی! جو ہونا تھا وہ ہو گیا' انکل کے رویوں کی سزا ان کو کیوں دینا چاہتے ہو جو تمہاری خاطر سب کو چھوڑ کر آئی ہیں۔'' جواباً وہ چپ چاپ اس کے ہمراہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔

مہکتے ہوئے سرخ گلابوں اور موتیے کے پھولوں سے کمرہ مہک رہا تھا۔ مہربانو اپنی نند (ملائکہ کی ساس) کے ہمراہ اسے بیڈ پر بٹھا کر ساتھ ہی آرام کرنے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں' دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ سیدھی ہوئی تھی۔ بیڈ کی چادروں اور گلاب و موتیا کی لڑیاں تھیں' وہ خالی

خالی نظروں سے ان پھولوں کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ اس کے لیے نہیں کسی اور کے لیے سجی ہوں' شادی ہال سے اس گھر تک کا سفر اس نے بے حس و حرکت ذہن کے ساتھ کیا تھا' کوئی کیا کہہ رہا ہے؟ اسے پسند کیا گیا یا نہیں' اسے خبر نہ تھی اور اس اجنبی کمرے کے ماحول نے اس کی بے حسی ختم کردی تھی۔

"اس جگہ پر آنے کے خواب تو میں نے حماد کے ساتھ دیکھے تھے' تعبیر کسی اور شخص کے ساتھ مل رہی تھی' وہ جس کے نام سے بھی واقف نہ تھی۔ چند دنوں میں ہی وہ مجھے اس جگہ پر لے آیا جس جگہ کی تمنا کرتا ہوا حماد ابدی نیند سو گیا' میں حماد تمہیں نہیں بھلا سکتی' نہ بھلا سکوں گی۔ پھر عمر کے ساتھ میں کس طرح... امی نے بھی تو اپنی قسموں کی زنجیر میرے قدموں میں ڈال کر منہ پر مہر لگادی ہے' کیا کروں؟ کس طرح عمر کو بتاؤں میں اس کے ساتھ منافقت بھری زندگی نہیں گزار سکتی' میں حماد سے محبت کرتی ہوں' عمر کو محبت کا دھوکہ نہیں دے سکتی۔" معاً دروازہ کھلا تھا اور بند ہوا تھا' بھاری قدموں کی آواز اس کی طرف تھی۔ وہ ایک دم سمٹ گئی' سر جھک گیا' دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"لوگوں کی زندگی میں یہ رات بڑی خوشیوں اور مرادوں والی آتی ہے' اگر تمہاری جگہ چاندنی ہوتی تو میں بھی ان خوش نصیبوں میں ہوتا اور اس رات کی تمام خوب صورتی و پراسراریت کو اپنے نام کرلیتا' آہ...... تم میری نہیں پاپا کی پسند بن کر آئی ہو' تم میرے لیے آج بھی ناپسندیدہ ہو اور ہمیشہ رہو گی' اب سب جاننے کے بعد بھی تم یہاں رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو' لیکن مجھ سے کسی قسم کی سپورٹ کی توقع نہ رکھنا۔" اس نے بیڈ کے کنارے کھڑے ہوکر بھاری لہجے میں ایک ایک لفظ جما جما کر کہا تھا' بے حد کھردرا اور تلخ لہجہ تھا اس کا' ایک نگاہ اس پر نہ ڈالی تھی۔ مائدہ کے اندر سکون در سکون اترنے لگا' دل نارمل انداز میں دھڑکنے لگا' تکلیف کا پہاڑ تھا جو اس کے وجود سے سرک گیا تھا۔

وہ کہہ کر سائیڈ روم میں چلا گیا اور مائدہ اطمینان سے زیورات اتارنے لگی وہ باہر آکر ڈریسنگ کے آگے کھڑا ہوکر بال برش کرنے لگا۔ مائدہ دوپٹہ اور لہنگا سنبھالتی سائیڈ روم میں چلی گئی' وہ کن انکھیوں سے مڑ کر دروازے کے پیچھے گم ہوتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔

بڑی شاطر ثابت ہوئی تھی یہ لڑکی' نہ روئی نہ گڑگڑائی' پہلی رات اس بیدردی سے ٹھکرائے جانا کوئی لڑکی برداشت نہیں کرتی' نہیں کرسکتی' پھر کیا یہ لڑکی اتنی مضبوط اعصاب کی ہے؟

"اسٹوپڈ...... تم یہ کیوں بھول رہے ہو وہ پاپا کی پسندیدہ لڑکی ہے اور پاپا نے پہلے ہی پڑھا چکے ہیں تب ہی وہ خاموشی سے سنتی رہی۔ ایک لفظ نہ کہا منہ پر تالا لگائے بیٹھی رہی اور اب کس اطمینان سے چینج کرنے گئی ہے جیسے شادی نہیں کوئی ڈرامہ ہو۔"

"چالاک و مکار لڑکی' پاپا اور تمہاری پلاننگ کس طرح فلاپ کرتا ہوں' تم دیکھنا' دو دن میں بھاگ نہ جاؤ تو کہنا۔" اس نے کھولتے ذہن کے ساتھ سوچا اور خود لائٹ آف کرکے لیٹ گیا' پھولوں بھری سیج پر وہ چاندنی کے بارے میں سوچنے لگا' اس نے اتنے ٹائم بعد کال کی' مگر بات کیوں نہیں کی؟ عین شادی کی رات کو اس کی کال آنے کا مقصد کیا تھا اور اس کو شادی کا علم کیسے ہوا؟ پھر اب کال ریسیو نہ کرنے کا مقصد کیا؟ محبت کی دبی چنگاری شعلہ بن گئی تھی' ابھی بھی وہ بار بار کال کررہا تھا مگر وہ چینج کرکے آئی تو کمرے میں ڈِم لائٹ کی مدھم نیلگوں روشنی میں عجیب سا ماحول تھا' وہ بیڈ کی طرف نہیں بڑھی' الماری سے رضائی نکال کر بیڈ سے دور نیچے کارپٹ پر سر کے نیچے کشن رکھ کر لیٹ گئی تھی۔

●....●..●

"ممی! ساری رات ہوگئی اب تو عمر کی کال ریسیو کرنے دیں' لگتا ہے وہ اب بھی محبت کرتا ہے تب ہی اتنی حسین رات میں بیوی کو ٹائم دینے کے بجائے مجھے کال کرتا رہا ہے اور آپ نے ایک کال ریسیو نہ کرنے دی۔" چاندنی ماں کے ہاتھ سے سیل اچکنے کی سعی کرتی گویا ہوئی۔

"ایک کال بھی تم ریسیو کرلیتیں عمر کی تو وہ سارا چارم ختم

ہو جانا تھا اب دیکھو کس طرح پروانے کی مانند بھاگا بھاگا آ رہا ہے یہاں۔" وہ موبائل اس کی طرف اچھالتی ہوئی معنی خیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

"عمر آ رہا ہے......! اسے یہاں کا ایڈریس کس نے دیا؟"

"تم اپنی ماں کو اناڑی سمجھتی ہو تم روم میں تھیں تب میں نے اسے کال کی اور وہ سب بتا دیا جو تم نے اس کے لیے کیا۔"

"میں نے کیا کیا ممی! رات میں امجد کے ساتھ تھی پھر......" اس نے اسے خاموش کرا کے تمام پلاننگ سمجھا دی تھی۔

☾......☾......☾

صبح وہ کمرے سے کب گیا اسے معلوم ہی نہ ہو سکا اس کی آنکھ تو مہربانو کے جگانے سے کھلی تھی وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔

مہربانو ان کے روم کی طرف آ رہی تھیں جب انہوں نے تیز قدموں سے عمر کو گیٹ سے نکلتے دیکھا انہوں نے دروازے کو ہاتھ لگایا تو وہ کھلتا چلا گیا وہ اندر آئیں تو دلہن کو کارپٹ پر سوتا دیکھ کر شاکڈ رہ گئیں۔ مائدہ نے دوپٹہ سر پر رکھتے ہوئے سلام کیا تھا۔

"جیتی رہو!" انہوں نے پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں کیوں سوئیں؟" ان کے لہجے میں کھوکھلا پن تھا۔

"آنٹی! نئی جگہ ہے...... مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔" اس نے اپنے ساتھ ان کا بھرم بھی رکھ لیا تھا مہربانو کو ٹوٹ کر پیار آیا۔ وہ اسے تیار ہونے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

آج ان کا ولیمہ تھا اور ملائکہ کی رخصتی تھی سو بے حد کام تھے وگرنہ ان کا دل تو چاہ رہا تھا وہ اس سے عمر کے رویے کا پوچھتیں۔ ناشتے کے بعد دوپہر کے کھانے تک خوب گہما گہمی رہی پھر شام چائے کے بعد ان کو ڈرائیور پارلر ڈراپ کر گیا۔ عمر صبح کا نکلا شام تک نہ آیا تھا۔ یوسف صاحب کو ایک چپ لگ گئی تھی جو سب نے نوٹ کی تھی۔

☾......☾......☾

"وہ کہتے ہیں نہ بیٹا! دل کو دل سے راہ ہوتی ہے میں اور چاندنی ہمارے عمر کی شادی اٹینڈ کر کے آ رہے تھے جب اس کی نگاہ آپ پر پڑی اور آپ کو دلہا بنے دیکھ کر اس پر تو بجلی گر گئی بڑی مشکل سے گھر تک آئے اور یہاں آ کر اسے ہوش ہی نہ رہا ڈاکٹر کو بلایا اس نے دوائیں دیتے ہوئے بتایا کہ نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے رہ گیا بہت گہرا صدمہ لیا ہے کسی بات کا انہوں نے۔" چاندنی کمبل اوڑھے نڈھال سی پڑی تھی عمر کی نگاہیں گاہے بگاہے اس کی طرف اٹھ رہی تھیں اس کے چہرے پر مسرت تھی۔

"ٹھیک ہو جائے گی اب یہ میں جو آ گیا ہوں اس کے پاس۔"

"سوری عمر! میری چاندنی کو اب کوئی ایسے خواب نہ دکھاؤ جن کی تعبیر نہ ملے...... یہ پھر سے موت کی سولی پر نہ چڑھ جائے۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ آنٹی! میں نے پہلے بھی آپ کو نہیں چھوڑا تھا آپ خود مجھے انفارم کیے بغیر چلی گئی تھیں۔"

"میں اور چاندنی آپ کے فادر کی دھمکیوں کی وجہ سے گئے تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا ہم صرف آپ کی وجہ سے وہاں سے آ گئے اور کانٹیکٹ اس لیے نہیں کیا کہ...... آپ کے اور ان کے درمیان کوئی نفرت کا رشتہ قائم نہ ہو۔" خوب گھما پھرا کر وہ میٹھے لہجے میں یوسف سے بدظن کرتی گئیں۔

"خیر...... ان باتوں کو چھوڑو کافی بنا کر لاتی ہوں ابھی۔" وہ تیر نشانے پر دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئیں۔

"ہوں...... خفا ہو...... یا نہ بولنے کی قسم کھائی ہے تم نے؟" فردوس کے جانے کے بعد وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر شوخی سے بولا۔

"آپ کو اس سے کیا؟ آپ جا کر اپنی وائف کے

ساتھ لائف انجوائے کیجیے ہونہہ شادی کے وعدے کسی سے کرتے ہیں اور شادی کسی سے۔" وہ ہاتھ چھڑا کر روٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔

"وائف تو تم ہی میری بنوگی۔" دوبارہ ہاتھ پکڑا۔

"ریلی......!" وہ اس کی طرف دیکھ کر طنز سے مسکرائی۔

"آف کورس! تم فافٹ ریڈی ہو جاؤ۔"

"مجھے بہلاؤ مت' بے حد بے وقوف بن چکی ہوں۔"

"میری محبت کی توہین نہیں کرو۔" وہ سنجیدہ ہوا۔

"آج ولیمہ ہے تمہارا اور تم مجھ سے کہہ رہے ہو شادی کرو گے۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس کے شانے سے سر ٹکا کر رونے لگی۔

"میں تمہیں کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی عمر' ایک عرصہ میں نے...... تمہارے بن تڑپتے ہوئے کاٹا ہے اور تم ملے بھی تو کسی اور کے ہو کر' کل سے میں یہ سوچ سوچ کر انگاروں پر لوٹ رہی تھی کہ...... تم کسی کے پاس ہو...... کسی کے ساتھ ہو اور میں......"

"ایسا کچھ نہیں ہے میں نے اسے ایک نگاہ نہیں دیکھا ہے۔" اس نے محبت سے اس کے اشک پونچھتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ...... میں کیسے یقین کروں تمہاری ان باتوں کا......؟"

"اگر جھوٹ ہوتا تو میں اس وقت تمہارے پاس نہیں اس کے پاس ہوتا' دیکھ رہی ہو گھر سے کتنی کالز آ رہی ہیں اور میں بہانے کر رہا ہوں۔" اس نے یقین دلا دیا پھر وہ سب کی پروا کیے بنا اس کی دل جوئی میں لگا رہا اسے لے کر لانگ ڈرائیو پر نکل گیا سورج چھپا اور چاند نمودار ہوا پھر اسے یاد آیا آج صرف اس کا ولیمہ ہی نہیں ہے ملائکہ کی رخصتی بھی ہے بہن کے لیے گھر جانا ہی تھا۔

☾......☾......☾

ان کی انا اور ذاتی اختی رکابت آج چکنا چور ہو گیا تھا...... جس بیٹے کو معاشرے کی برائیوں اور بے راہ روی سے بچانے کے لیے انہوں نے جذبات کو تھپک کر سلا دیا تھا۔ دل مچلتا تھا گول مٹول' سرخ پھولے پھولے گالوں والے عمر کو خوب سینے سے لگائیں' پیار کریں' پشت پر بٹھا کر سیر کروائیں وہ تمام ناز نخرے اٹھائیں جو باپ اپنے بچوں کے اٹھاتے ہیں...... وہ دیکھ رہے تھے اس دور کے نوجوان سب کا احترام وخوف دل سے نکالے معاشرے کو آلودہ کرنے میں مصروف ہیں اور ماحول کو دیکھتے ہوئے انہوں نے دونوں بچوں کو فاصلے پر رکھا اور ان کے قدم قدم کی نگرانی کرتے رہے اور وقت گزرتا گیا۔ ہمارے مذہب میں ہر معاملے میں میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے اس حکم سے وہ کب تجاوز کر گئے ان کو احساس ہی نہ ہو سکا تھا۔

ان کے وقار کو پہلی ضرب اس وقت لگی' جب عمر کی پسند کا ان کو پتہ چلا...... وہ ششدر رہ گئے ان سے ایسی کہاں بھول ہوئی تھی جو عمر گندگی کے ڈھیر میں گرنے کو تیار تھا۔ اس قصہ کو ختم کروا کر بہت سوچ سمجھ کر انہوں نے مائدہ سے شادی کرائی کہ صورت وسیرت میں یکتا مائدہ جیسی سوہنی بیوی پا کر وہ خوش ہوگا اور ان کے قریب آ جائے گا' ایسا کچھ بھی نہیں ہوا' یہاں بھی سب ان کی سوچوں کے برعکس ہوا۔ شادی پر بھی اس نے اپنے رویے سے سب پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر دی اور رہی سہی کسر ولیمے میں پوری ہوئی تھی۔

وہ ولیمے پر آنے والا لاسٹ مہمان تھا۔ کل کے مقابلے میں آج اس کے چہرے پر مسکراہٹ و آنکھوں میں چمک تھی' تھری پیس سوٹ میں ملبوس نک سک سے تیار' ہینڈسم وجاہت لگ رہا تھا۔ وہاں موجود عارف اور رضوانہ بھی داماد کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کیونکہ وہ دیر سے آئے تھے اس وجہ سے لوگوں کی باتیں اور چہ میگوئیاں سن نہ سکے تھے جو عمر کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہو رہی تھیں۔

"ارے آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں' خاصی رات گزر گئی ہے۔" مہ پارہ نے کروٹ بدلی اور انہیں جاگتے دیکھ کر اٹھ بیٹھیں۔

"اب کبھی بھی میں سکون کی نیند نہ سو سکوں گا مہر۔" ان

کا بارعب لہجہ اس وقت بکھرا ہوا تھا۔

''خیریت تو ہے کیا ہوا کیا ملائکہ کی یاد آ رہی ہے؟ اسے رخصت ہوئے چند گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

''وہ بیٹی ہے میری اس کی یاد دل سے جاسکتی ہے۔''

''پھر... آپ عمر کے رویے کی وجہ سے پریشان ہیں؟''

''ہاں' تم ہی بتاؤ مہر' میں نے اس پر سختی اس لیے کی تھی کہ...... وہ بگڑ نہ جائے' آج کل کے لڑکوں کی طرح بری صحبت میں نہ پڑے' اس کا بھلا ہی چاہا اور اس نے مجھے دشمن سمجھ لیا' کل اور آج تھوتھو کروائی ہے اس نے مجھ پر ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا شادی عمر کی پسند کی نہیں ہے۔ اس نے شادی کو قبول نہیں کیا۔'' چند قطرے آنسوؤں کے ان کا چہرہ بھگو گئے تھے۔

''سنبھالیں خود کو یوسف! ٹھیک ہو جائیں گے وہ' ہماری بہو بہت مخلص و صابر ہے عمر کا رویہ جلد بدلے گا۔'' ان کو پانی دیتے ہوئے وہ سمجھا رہی تھیں۔

''وہ ہمارے ساتھ رہ کر بدل نہیں سکتا' کل ملائکہ کا ولیمہ ہے میں پرسوں کی فلائٹ سے اسے گھومنے پھرنے کہیں بھیجتا ہوں۔''

◐......◐......◐

گزشتہ شب کی طرح آج بھی وہ کارپٹ پر دراز تھی' آج عمر نے کوئی بات نہیں کی تھی' وہ موبائل پر بڑے خوش گوار موڈ میں کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ وہ سمٹی ہوئی رضائی اوڑھے لیٹی تھی' تھکن سے انگ انگ ٹوٹ رہا تھا وہ سونا چاہ رہی تھی مگر ملائکہ کے آنسو اس کی سسکیاں اس کے حساس دل کو بے چین کر رہی تھیں' وہ بھائی کو یاد کرکے کتنا روئی تھی' بار بار فون کرنے پر بھی وہ وقت پر نہیں آیا تھا۔

عمر نے آخری وقت اسٹیج پر آ کر اسے گلے لگایا' پیشانی چومی اسی وقت رخصتی کا شور مچا اور وہ روتی ہوئی رخصت ہوگئی تھی۔ اسے پہلی بار معلوم ہوا بہن و بھائی کی محبت بھی بے مثال ہوتی ہے۔ اس نے کروٹ لی چوڑیوں کی جھنکار خاموشی میں گنگنا اٹھی وہ چند لمحوں میں خوابوں کی وادی کی سیر کر رہی تھی جہاں حماد اس کا ہاتھ تھامے پرشوق لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''تمہارے ہاتھوں میں چوڑیاں کتنی اچھی لگتی ہیں' تمہارے ہاتھ حسین ہیں یا یہ چوڑیاں ہی اتنی خوب صورت ہیں کہ تمہارے ہاتھ حسین لگ رہے ہیں۔''

''آفتر آل میرے ہاتھ ہی اتنے خوب صورت ہیں کہ کانچ کی چوڑیاں بھی لشکارے مار رہی ہیں۔'' بیڈ پر لیٹے باتیں کرتے عمر نے چونک کر دیکھا تھا' مدھم روشنی میں وہ بے سدھ سوتی دکھائی دے رہی تھی۔

''تم چیٹ کر رہے ہو عمر! تم اپنی بیوی کے ساتھ ہو نا؟'' دوسری طرف چاندنی کی شک بھری آواز ابھری۔

''وہ سو رہی ہے...... تم ہر وقت شک مت کیا کرو۔''

''اچھا...... یہ بتاؤ' وہ کیسی لگ رہی تھی آج؟''

''تم سے زیادہ حسین نہیں لگ رہی تھی۔''

''اس کا مطلب ہے حسین لگ رہی تھی۔'' وہ جیلس ہوئی۔

''آئی ڈونٹ نو' اب تم سو جاؤ' تمہیں نیند کی ضرورت ہے۔ گڈ نائٹ اینڈ سویٹ ڈریمز۔''

◐......◐......◐

فردوس بیگ میں کپڑے وغیرہ رکھ رہی تھیں' چاندنی نے بالوں میں برش کرتے ہوئے مرر میں ماں کو دیکھتے ہوئے فکر مند لہجے میں کہا۔

''ممی! ہم عمر کے ساتھ کاغان تو جا رہے ہیں پر اس امجد کا کیا ہوگا' عمر کی موجودگی میں' میں اسے جھوٹے وعدوں پر ٹرخا رہی ہوں اگر......''

''تم فکر مت کیا دفع کرو اس چیونٹی بھرے کباب کو چار ماہ سے وعدے پر وعدے کر رہا ہے بنگلہ اور گاڑی دلانے کا اور دیا کیا اس نے؟ چند لاکھ روپے اور اس بنگلے کا رینٹ دیتا ہے' ابھی عمر کے ہمراہ چلو' امجد کی پروا نہ کرو' اس کو میں خود دیکھ لوں گی۔'' وہ ایک کے بعد دوسرا بیگ تیار کرنے لگیں۔

"عمر کے ساتھ وہ بھی ہوگی عمر بتا رہا تھا وہ بڑھا زبردستی اسے ساتھ بھیج رہا ہے.... اس نے ہمیں دیکھ کر بڑھے کو بتا دیا تو..؟"

"تمہیں تو بس ڈرنا اور ڈرانا ہی آتا ہے' خود سوچو عمر ہمیں بھی لے کر جا رہا ہے تو اس نے بھی کچھ نہ کچھ بندوبست کیا ہی ہوگا اور میں ہوں تمہارے ساتھ دیکھنا کس طرح دودھ میں گری مکھی کی طرح نکال پھینکتی ہوں اس مائدہ کو۔"

◐......◐......◐

ملائکہ نے خوشی خوشی ان کے بیگ تیار کیے وہ رات ویسے سے واپسی ان کے ساتھ آ گئی تھی۔ مائدہ بدحواس تھی وہ بار بار مہربانو سے کہہ رہی تھی تائی آپ بھی ساتھ چلیں۔

"ارے کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو بھائی جان' میرے بھائی بہت اچھے ہیں' بے حد خیال رکھیں گے آپ کا آپ خوشی خوشی جائیں۔"

"ملائکہ ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا آپ بے فکر ہو کر جائیں۔" یوسف صاحب نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا' دعائیں دیں اور پہلی بار وہ از خود عمر سے گلے ملے تھے اس کی پیشانی چومی تھی۔

وہ شاکڈ رہ گیا... مگر ظاہر نہیں کیا ایئر پورٹ وہ ساتھ آئے تھے' وہ چین میں داخل ہوا تو فردوس اور چاندنی کو بیٹھے دیکھ کر چہرے پر طمانیت پھیل گئی اور وہ ایئر ہوسٹس کی رہنمائی میں ان سیٹوں کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بیٹھی تھیں۔

چاندنی نے سیاہ کشمیری کڑھائی والی شال میں نصف ڈھکے چاند چہرے کو دیکھا اور اس کے اندر حاسدانہ آگ بھڑکتی چلی گئی۔

وہ حسن پھولوں کو مات دینے والا حسن تھا۔

◐......◐......◐

اس سرد ماحول کی تمام سرد مہری عمر کے مزاج میں سمٹ آئی تھی۔ ان کی شادی کے ابتدائی دن تھے وہ دونوں ایک دوسرے سے بے پروا اپنی دنیاؤں میں مگن تھے۔ عمر نے کانج لیا اور یہاں آتے ہی بتا دیا تھا وہ اس کی خاطر نہیں چاندنی کی خاطر یہاں آیا ہے' وہ کسی بھی خوش فہمی کو دل میں جگہ نہ دے' اس کا سارا وقت چاندنی کے ساتھ گزرے گا چاندنی کے لیے اس نے کھل کر محبت و چاہت کا اظہار بھی کیا تھا۔ چاندنی اور اس کی ممی کو وہ سفر کے دوران دیکھ چکی تھی' دونوں نے اس سے ایک لفظ نہ کہا مگر نگاہوں کے تیر اس پر برساتی رہیں۔ پہلے اس کی سیٹ تھی پھر عمر کے برابر چاندنی اور اس کی ممی کی تھی۔ چاندنی عمر کے بازو سے بازو چپکائے باتیں کرتی رہی تھی۔

عمر نے وارننگ دی تھی کہ اس نے پاپا' مما کو کچھ بتانے کی سعی کی تو وہ اسے کھڑے کھڑے طلاق دے کر نکال دے گا۔ اسے کون سی اس کی فکر تھی جو وہ کسی کو بتاتی' وہ اس کی پروا کرنے والی کہاں تھی! اگر اپنی قسمیں درمیان میں نہ ہوتیں تو وہ بھی اسے بتا دیتی' اس تعلق کو جوڑنے کے لیے اس کے ساتھ بھی تو زبردستی کی گئی تھی والدین اپنی محبت کا خراج اسی طرح وصول کرتے ہیں اور بچوں کو منافقت بھری زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں' جیسے وہ چاندنی کے ساتھ تھا' وہ حماد کی یادوں میں گم رہتی تھی۔

"عمر! تم رات تک میرے ساتھ ہوتے ہو تمہاری وائف کوئی اعتراض تو کرتی ہوگی.... کچھ تو کہتی ہوگی؟" وہ ریسٹورنٹ میں ڈنر کے بعد کافی پی رہے تھے تب چاندنی نے پوچھا۔

"نہیں' وہ بہت بے ضرر اپنی دنیا میں گم رہنے والی لڑکی ہے۔"

"اوہ ریئلی! اس کا مطلب ہے تم اس سے امپریس ہونے لگے ہو؟"

"ایک تو تم بات بات پر جیلس بہت ہوتی ہو۔" وہ خفگی سے بولا۔

"میں جیلس نہیں ہو رہی' میں ڈر جاتی ہوں' وہ تمہاری بیوی ہے' کبھی تمہارا دل اس پہ آ گیا تو میرا کیا ہوگا...... مرد کے ارادے اور نیت بدلنے میں دیر نہیں لگتی ہے۔" وہ دل کی بات زبان پر لے آئی۔

"میں ایسا ہوتا تو آج تم میرے ساتھ بیٹھی نہ ہوتیں۔" اس کا لہجہ محبت کی پھوار سے بھیگا ہوا تھا۔

دیر خاصی ہوگئی تھی عمر اسے کالج کے باہر چھوڑ کر چلا آیا تھا۔

"تمہیں میری بھوک کا احساس ہی نہیں ہوتا چاندنی' کب سے ویٹ کررہی ہوں۔" فردوس نے فوراً اس کے ہاتھ سے شاپرز جھپٹے اور بروسٹ کا ڈبا نکال کر دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کردیا۔ چاندنی نے شاپرز بیڈ پر الٹ دیے تھے اور انواع و اقسام کی چیزیں بکھر گئی تھیں۔ فرائڈ مونگ پھلی کے پیکٹس' ڈرائی فروٹ اور دیگر جیولری' ڈریسز' پرفیومز و کاسمیٹکس تھیں۔

"ایک ویک اینڈ گزر چکا ہے اور تم اس کو شادی کے لیے راضی کرنے کے بجائے ان گفٹس پر ہی اکتفا کررہی ہو۔" وہ جلدی جلدی کھاتے ہوئے جتانے لگیں۔

"ایزی مما! عمر کو اس منتھ کے لاسٹ میں ایک پراجیکٹ سے کروڑوں کا پرافٹ ہونے والا ہے وہ ہوتے ہی ہم شادی کرلیں گے اور لندن چلے جائیں گے۔" وہ سامان دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"اس کی بیوی کا کیا ہوگا؟"

"کچھ بھی ہو ہماری بلا سے ہم دونوں تو لندن میں عیش کریں گے۔ عمر پاکستان آتا جاتا رہے گا۔"

رات برف باری ہوئی تھی ہر چیز نے سفیدی اوڑھ لی تھی۔ راستے بھی برف سے بھر گئے تھے وہ آدھے راستے سے واپس آیا تھا' پہاڑی تودہ گرنے کے باعث راستہ بند ہوگیا تھا وہ گھر آیا تو واچ مین نے بتایا کل تک ہی راستہ صاف ہوگا' وہ بددلی سے لاک کھول کر اندر آیا۔ فرش پر دبیز کارپٹ بچھا ہوا تھا وہ بے آواز چلتا ہوا آرہا تھا۔ معاً رک گیا وہ سیل کان سے لگائے باتیں کررہی تھی۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں امی! میں آپ لوگوں سے کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتی' آپ نے دل بھر کر مجھے اس کا سوگ منانے نہیں دیا' میرے زخم ابھی بھرے بھی نہیں تھے کہ....." وہ بے تحاشا روتے ہوئے کہہ رہی تھی وہ بلر کے پیچھے ہوگیا۔

"آپ اسے بھول گئی ہیں مجھے بھی بھول جائیں آپ کے لیے بھولنا بہت آسان ہے مجھ کیس میں بھی مرگئی ہوں۔" اس نے موبائل رکھا اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔ عمر ششدر رہ کر رہ گیا۔

مائدہ کی الجھی الجھی گفتگو اسے بھی الجھا گئی' وہ کمرے میں آیا۔ سیل پر چاندنی کو نہ آنے کی وجہ بتائی' پھر باتوں کا سلسلہ چل پڑا اس کی وہی باتیں تھیں لندن شفٹ ہونے' فلیٹ' گاڑی' پراپرٹی' نام کرنے کی' ڈائمنڈ جیولری خریدنے کی' ہنی مون کی' روز وہ بھی اس کے ساتھ اس پلاننگ میں شامل ہوتا تھا مگر اس وقت وہ ہوں ہاں کررہا تھا۔ اس کا ذہن مائدہ کی سسکیوں' لفظوں میں الجھا ہوا تھا' چاہ کر بھی وہ بھول نہیں پارہا تھا۔

"آپ نے مجھے اس کا سوگ بھی منانے نہیں دیا' میرے زخم ابھی بھرے بھی نہ تھے کہ..... آپ نے مجھے پرایا کردیا۔" موبائل سائیڈ میں رکھ کر وہ بیڈ پر لیٹ گیا' عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہوگئی تھی' چاندنی سے بھی زیادہ بات نہ کی تھی۔

"آپ اسے بھول گئی ہیں..... مجھے بھی بھول جائیں۔" سماعتوں میں پھر کوئی سرگوشی گونجی تھی۔

ایک ہفتے سے زائد دن گزر چکے تھے انہیں یہاں آئے ہوئے اس عرصے میں مائدہ کے ساتھ وقت کم گزرا تھا مگر اس مختصر ٹائم میں اس کی بہت خوبیاں اس پر آشکار ہوئی تھیں' وہ کم گو' مخلص' خیال رکھنے والی' ساتھ دینے والی لڑکی تھی' ہر وقت گرم شال میں لپٹی جھکی نگاہوں والی لڑکی کبھی شکایت و شکوہ زبان پر نہ لائی تھی' کبھی اپنے حق کی بات نہ کی تھی' ایک کمرے میں ہوتے ہوئے بھی اپنی موجودگی کا احساس نہ دلایا تھا' مما پاپا کی کال آنے پر وہ بہت خوب صورت طریقے سے ان کو مطمئن کرتی رہی تھی۔

"وہ اپنی مما سے کیوں ناراض ہے..... کیوں ان سے ملنا نہیں چاہتی..... وہ کون ہے جس کا وہ سوگ منانا چاہتی

تھی...... یا منا رہی ہے؟" شک کے ناگ نے ڈنک مارا وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ دروازہ ناک کر کے اندر آئی۔

"واچ مین نے بتایا ہے آپ واپس آ گئے ہیں۔" وہ فکرمند لگ رہی تھی۔

"ہوں...... آئم فائن۔" اس نے جلتی نگاہ ڈالی سفید رنگت میں سرخیاں تیر رہی تھیں' سیاہ وگلابی سوٹ میں خود بھی گلاب لگ رہی تھی۔

"یہ اتنی حسین ہے کیا اس کو کسی نے چاہا نہیں ہوگا...... اور اس نے؟" ایک اور ڈنک شک کے ناگ نے مارا تو وہ بے قرار ہوا تھا۔

"مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" وہ اس کے دل کی کیفیت سے بے خبر کہہ رہی تھی۔

"نہیں ٹھیک ہوں' کافی بنا دو۔" وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر لیٹ گیا۔ عجیب حالت تھی دل کی وہ اس کی پروا بھی نہ کرتا تھا اور اس کے متعلق سوچ بھی جا رہا تھا' شاید وہ نکاح میں تھی' جسمانی نہ سہی ذہنی بندھن بندھ چکا تھا' سارا دن چاندنی کے ساتھ گزارنے کے بعد وہ اس کی تنہائی کے خیال سے رات واپس آ جاتا تھا' یا اس کی پرخلوص خدمت گزاری' مما پاپا اور ملائکہ کو مطمئن رکھنا...... یا پھر وہ سب جو آج اس نے سنا تھا' وہ سسکیوں میں اس کا ذکر کر رہی تھی' جو اس کے دل کے قریب تر تھا اور یہ تھا اسے کسی اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔

وہ سارا دن گھر پر رہی تھی' اس کی نگاہیں مائدہ پر تھیں۔ واچ مین کی بیوی نے ڈسٹنگ کی' برتن دھوئے چلی گئی' مائدہ نے لنچ و ڈنر خود تیار کیا تھا' کھانا پہلی بار کھایا تھا اسے پسند آیا سارا دن جو اس نے مائدہ میں بات شدت سے نوٹ کی وہ عبادت کی پابند تھی ہر نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کے بعد رو رو کر دعا مانگتی اور اس قدر روتی تھی کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں' فالتو وقت میں وہ گہری سوچوں میں گم رہتی تھی۔ اس کو عمر کی موجودگی کا خیال آتا تو چونک کر بھی کافی'

غزل

سمندر سارے شراب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے
گناہ نہ ہوتے ثواب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے
کس کے دل میں کیا چھپا ہے
بس خدا ہی جانتا ہے
دل اگر بے نقاب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے
تھی خاموشی ہماری فطرت
جو چند برسوں بھی نبھ گئی ہے
زباں پہ اپنی جواب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے

نورالہدیٰ مغل...... حیدرآباد سندھ

چائے پاچوں لیے چلی آتی' جھکی نظروں کے ساتھ...... گویا نظریں اٹھی تو بھید کھل جائے گا' چوری پکڑی جائے گی۔

......☆☆☆......

دوسرے دن وہ چاندنی کے پاس چلا آیا تھا' ماں بیٹی نے مل کر وہی ذکر چھیڑ دیا تھا اور آج ان کی باتیں اسے پرکشش نہیں لگ رہی تھیں' ذہن بوجھل بوجھل ہو رہا تھا اور اعصاب تھکے ہوئے۔

"آج تو لیزی لوائے بنے ہوئے ہو عمر!" چاندنی نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"رات میں اچھی طرح سو نہیں سکی ہوں ریسٹ کرنے جا رہی ہوں' عمر بیٹے آپ بھی ریسٹ کرلیں' تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔" فردوس کہہ کر اس کے لائے ہوئے سامان کے شاپرز اٹھا کر وہاں سے چلی گئیں' چاندنی نے گھور کر جاتی ہوئی ماں کو دیکھا۔

"ممی کی بھوک ختم نہیں ہوتی' وہ کھانے گئی ہیں سونے نہیں۔"

"کھانے دو کیا ہوا ہر سامان میں دگنی تعداد میں

لایا ہوں۔"

"ڈارلنگ! کیا ہوا ہے تم اپ سیٹ لگ رہے ہو؟" وہ اس سے جڑ کر بیٹھ گئی عمر کو دور ہونا پڑا تھا۔

"اوفوہ! اب تو ہماری شادی ہونے والی ہے پھر بھی فاصلہ؟"

"شادی ہونے والی ہے ہوئی نہیں ہے ہر کام اپنے وقت پر اچھا لگتا ہے۔" اس کے لہجے میں ناگواری و درشتی تھی۔

"اچھا ڈیئر! اب تم خفا ہوکر نہ بیٹھ جانا سوری کیا آج باہر چلنے کا موڈ نہیں ہے۔" وہ مسکرائی۔

"آج موڈ نہیں ہے تم کچھ اچھا سا کک کرو وہ کھائیں گے۔"

"میں اور کوکنگ۔" وہ قہقہہ مار کر ہنسی۔

"تمہیں کوکنگ نہیں آتی؟"

"ارے تم بھی کیسے ٹپیکل مردوں کی طرح باتیں کرتے ہو تم جیسے کروڑ پتی آدمی کی بیوی کھانا پکاتی اچھی لگے گی۔"

"مائدہ کوکنگ کرتی ہے اور بیسٹ کرتی ہے۔" بلا ارادہ اس کے منہ سے نکلا تھا چاندنی کو برا تو لگا پھر مسکرا کر بولی۔

"وہ چھوٹی فیملی سے آئی لڑکی ہے جہاں مردوں کو قابو کرنے کے لیے گر سکھائے جاتے ہیں اور دیکھو تو تم اس کی تعریف کررہے ہو۔" وہ الماری کھول کر کچھ ڈھونڈ رہی تھی تب ہی چند تصویریں نکل کر کارپٹ پر بکھری تھیں وہ بے خبر انداز میں بکھرے کپڑوں سے الجھ رہی تھی اور وہ شاکڈ ان تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔

جن میں وہ دلہن بنی کسی نوجوان کی آغوش میں تھی اس نے جھک کر ایک تصویر اٹھائی جس میں ان کے ساتھ فردوس بیگم بھی تھیں۔ وہ تصویر اس کی جیب میں منتقل ہوگئی۔ وہ یہاں سکون حاصل کرنے آیا تھا۔ معلوم ہوا وہ دھوکوں فریبوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے پھر بھی دل کو موہوم سی امید تھی یہ سب جھوٹ ہو چاندنی کی محبت سراب نہ ہو۔

"اوہ! یہ فوٹوز بھی گر گئے کالج میں میں نے ڈرامے میں برائیڈل کارول کیا... یہ اسی وقت کی فوٹوز ہیں۔" چاندنی ہراساں ہوگئی تھی خوف زدگی اس کے چہرے کے نقوش سے عیاں تھی وہ اضطرابی انداز میں انگلیوں کو مروڑنے لگی تھی۔

"عمر! خدا کی قسم یہ ڈرامے...."

"شٹ اپ! صفائی وہ دیتا ہے جو مجرم ہوتا ہے میں یہ لے کر جارہا ہوں اس میں موجود شخص وہی لگ رہا ہے جو اس رات تمہیں کڈنیپ کررہا تھا۔" اس کے لہجے میں شعلے دہک رہے تھے۔

"اس کی نیت خراب ہوگئی تھی مجھ پر اس لیے وہ....."

"شٹ اپ کچھ دیر ویٹ کرو...... پھر دیکھنا تمہاری بے وفائی کا کیسا مزہ چکھاتا ہوں۔" وہ چیخا تھا۔

"ارے کیا ہوا بیٹا کیوں چیخ رہے ہو؟" فردوس گھبرائی ہوئی آئیں۔

"یہ کون ہے آپ بھی نہیں جانتی اس کو؟" اس نے جیب سے تصویر نکال کر ان کی طرف اچھالی۔

"یہ... یہ قمر ہے کمبخت نے زبردستی ڈرا دھمکا کر میری بچی سے نکاح کیا اور بھاگ گیا چھوڑ کر۔" وہ گھبراہٹ میں سچ بول گئیں۔

"ممی! کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" وہ اس سچ پر سٹپٹا کر بولی۔ قبل اس کے کہ عمر غصے کی حد سے بڑھ جاتا اس کا سیل فون بج اٹھا اور واچ مین کی کال سن کر وہ تیزی سے بھاگا تھا۔

"ارے شکر ہے وہ گیا خس کم جہاں پاک..... میں تو کہتی ہوں جان بچی سو لاکھوں پائے کروڑوں کو چھوڑو جان بچا کر بھاگو یہاں سے تمہاری وجہ سے سارا کھیل بگڑ گیا کتنا کہا تھا ان تصویروں کو جلا دو۔"

"آپ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے ممی! یہ پہلا مرد ہے جس سے میں محبت کرتی ہوں اس نے مجھ سے محبت ہی نہیں عزت بھی کی ہے۔"

"اب کرے نہ وہ تم سے محبت ہونہہ اب وہ تمہاری

صورت پر تو کتا بھی پسند نہیں کرے گا اس سے پہلے وہ واپس آ کر ہم کو گولی مارے بھاگ چلو یہاں سے۔"

چاندنی کے خوب صورت چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے اس کی زندگی میں مردوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا ان مردوں میں کبھی بھی عمر یوسف جیسا مرد نہ آیا تھا اور اسے معلوم تھا نہ ہی کبھی آئے گا...... وہ بیٹھ کر روتی رہی جبکہ فردوس پھرتی سے سامان پیک کرنے میں مصروف تھیں۔

⊙......⊙......⊙

نامعلوم کس طرح مائدہ کا پاؤں سلپ ہوا اور وہ واش روم میں گر گئی تھی سر میں لگنے والی چوٹ کے باعث بے ہوش ہوگئی تھی۔ واچ مین کی بیوی صفائی کرنے آئی تو اس نے دیکھا اور واچ مین کو خبر دی اور اس نے اسی لمحے عمر کو کال کردی تھی۔ وہ آندھی طوفان کی طرح وہاں پہنچا تھا وہ ہوش میں تھی واچ مین کی بیوی کاٹن سے اس کا زخم صاف کررہی تھی جس پر خون جم گیا تھا۔

"کس طرح گر گئیں۔" وہ زخم پر ڈریسنگ کرتا ہوا گویا ہوا۔

"کس طرح پاؤں سلپ ہوا مجھے پتہ ہی نہ چلا۔" وہ آنکھیں موندے نقاہت سے کہہ رہی تھی' باہر آتے ہوئے وہ بے اوسان ہوئی تھی بدن میں چوٹیں الگ لگی تھیں اور کئی گھنٹے گرے رہنے کی وجہ سے سارا جسم اکڑ کر بہت درد کررہا تھا۔

"پتہ کس طرح چلے گا خیالوں میں جو کھوئی رہتی ہو...... کس کے خیالوں میں کھوئی رہتی ہو؟" چاندنی کے فریب پر وہ ویسے ہی وحشی بنا ہوا تھا مستزاد اس پر وہ اس کی کل امی سے ہونے والی باتیں نہیں بھول پارہا تھا۔ عجیب پھنکارتا ہوا لہجہ تھا اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ بہت قریب تھا اس کی لودیتی آنکھیں نیزے کی انیوں کی مانند چبھتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں وہ بھی قریب نہیں آیا تھا اور اب......!

"بتاؤ جواب دو' جس کو بھول نہیں پاتی ہو سوگ منا رہی ہو اس کی جدائی کا کون ہے وہ؟" اس کی آنکھیں

خواہش

انسان کی خواہشات سے اللہ کو دلچسپی نہیں ہے وہ اس کی تقدیر اپنی مرضی سے بناتا ہے' اسے کیا ملتا ہے اور کیا نہیں ملتا اس کا فیصلہ وہ خود کرتا ہے جو چیز آپ کو ملتی ہے اس کی آپ خواہش کریں یا نہ کریں وہ آپ ہی کی ہے وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں جائے گی مگر جو چیز آپ کو نہیں ملی وہ کسی کے پاس بھی چلی جائے مگر آپ کے پاس نہیں آئے گی۔ انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ جانے والی چیز کے غم میں مبتلا رہتا ہے آنے والی چیز کی خوشی اسے مسرور نہیں کرتی۔

عمیرہ احمد کی تصنیف 'ایمان امید اور محبت' سے اقتباس

عروسہ شہوار رفیق...... کالا گوجراں جہلم

کھل گئی تھیں۔

"دیکھو مجھے جھوٹ سے نفرت ہے سچ سچ بتاؤ تم اپنی امی سے کیوں خفا ہو؟ کس کا سوگ منا رہی ہو تم؟ کل میں نے تمہاری باتیں سن لی تھیں۔" اس نے گیٹ لاکڈ کردیا۔

اس کی حالت بے چین وابتر تھی۔ شدید ذہنی اذیت کا شکار تھا وہ۔

"آپ نے جس طرح مجھے کہا میں اسی طرح آپ کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ پھر آپ کا یہ سب پوچھنے کا مطلب؟" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"مطلب نہیں حق ہے میرا تم سے جواب طلب کرنے کا میں یہ گلٹی فیل کرتا تھا کہ...... تم سے ناانصافی کررہا ہوں' تمہارا حق تمہیں نہیں دے پارہا' تم کتنی نیک و پارسا ہو جو کوئی بھی لفظ زبان پر لائے بنا میرا بھرم رکھ رہی ہو لیکن معلوم نہ تھا تم خیالوں میں کسی اور کے ساتھ وقت گزار رہی ہو تب ہی میری پروا نہیں ہے تمہیں۔"

"کیا سارے حقوق مردوں کو حاصل ہیں وہ بیوی کی موجودگی میں بھی دوسری عورتوں سے چکر چلا سکتے ہیں' ہنی مون کے نام پر بیوی کو لاکر کمرے میں بند کرتے ہیں اور باہر عیاشیاں کرتے ہیں۔"

"فضول مت بولو ورنہ منہ توڑ دوں گا تمہارا۔" وہ دھاڑا۔

"کون ہے وہ بتاؤ" جس کے تصور سے تم نکلتی نہیں ہو یقیناً میری غیر موجودگی میں تم اس سے سیل پر باتیں بھی کرتی ہوگی۔"

"حماد......!" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا کئی آنسو بھی ٹوٹ کر گرے۔

"حماد!" اسے لگا وہ شعلوں میں گھر گیا ہو۔

"تم میں اور بازاری عورت میں کوئی فرق نہیں ہے وہ گاہکوں کو الو بناتی ہیں اور تم جیسی عورتیں اپنے شوہروں کو۔"

"عورت سچ بول دے تو بازاری کہلاتی ہے اور مرد ہر گناہ کرکے بھی مرد کہلاتا ہے عمر صاحب! بازاری حرکتیں کرنے والے مرد بھی بازاری ہوتے ہیں...." بھرپور تھپڑ اس کے رخسار پر پڑا تھا۔

"چلو...... میں اب تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہوں گا۔" وہ سر جھکا کر رونے لگی تھی۔

☾......☾......☾

اشکوں میں بہہ گیا ہے ہر ایک خواب آرزو
چہرے پہ حسرتوں کا لہو مل رہے ہیں ہم......!

رات کی فلائٹ سے وہ کراچی واپس آگئے تھے راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ عمر گیٹ سے ہی اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ عارف اور رضوانہ نے معاملے کی سنگینی محسوس کرلی تھی مگر اس کی حالت دیکھ کر چپ رہے تھے۔ وہ آ کر کچھ دیر بعد سوگئی اور ساری رات سکون سے سوتی رہی تھی۔ ناشتے کے بعد عارف نے خود اس سے اس طرح واپسی کی وجہ پوچھی تھی اس نے بھی پہلی رات سے کل تک ہونے والے واقعے کی ہر بات ان کو بتادی تھی۔ وہ بیٹی کی حرماں نصیبی پر دنگ رہ گئے۔

"رضوانہ! تم نے ایسا کرکے اچھا نہیں کیا، مائدہ پہلے دن ہی عمر کو حماد کے متعلق سب بتادیتی تو آج اس طرح واپس نہیں آتی۔" ان کے شانے ڈھلک گئے بے دم سے ہوگئے وہ۔

"پھر تو وہ اسی رات واپس بھیج دیتا۔" وہ آہ بھر کر بولیں۔

"واپس تو اس کو آنا ہی تھا...... ہزار بار سمجھایا حماد اور مائدہ کو نہیں ملنے دو، شریعت محرم، غیر محرم کے ملاپ کی اجازت نہیں دیتی۔ منگنی کوئی تعلق نہیں ہے، جس میں لڑکا لڑکی بے تکلفی سے ملیں۔"

"ہمیں کیا پتہ تھا حماد اتنی جلدی چلا جائے گا؟"

"پتہ تو کسی کا بھی نہیں ہے کب کس کا بلاوا آجائے۔ اس طرح ملنے جلنے سے اس طرح کی پیچیدگیاں پیدا نہیں ہوتی۔" آج ان کی باتیں بامعنی ان کی سمجھ میں آرہی تھیں اور پچھتاووں کے ساگر میں وہ ڈوبتی جارہی تھیں۔

"امی! میں اب کبھی وہاں نہیں جاؤں گی۔" مائدہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اب تمہارے معاملے میں نہیں بولوں گی، تم کو پورا اختیار ہے اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کا۔" وہ دھیمے سے گویا ہوئی۔

"کاش! یہ اختیار پہلے ہی آپ مجھے دے دیتیں تو......"

"ہم نے تمہاری بہتری چاہی تھی، بڑے لوگوں میں بیاہ کر سوچا تھا تمہارا مستقبل محفوظ کردیا ہے تمہیں وہاں کوئی دکھ نہیں ہوگا۔"

"بڑے لوگوں کے دل بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔" اس کے خیالوں میں عمر کا آگ برساتا چہرہ تھا۔

☾......☾......☾

مائدہ کو گھر اتار کر اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہ گھر آیا تو ملازم سے پتا چلا ممی پاپا مناتکہ کے گھر گئے ہیں اور کل آئیں گے...... وہ بھڑکتے ذہن کو پرسکون کرنے کے لیے ٹرنکولائزر کھا کر سوگیا۔ دوسرے دن اس کی آنکھ ممی کی دستک کی آوازوں سے کھلی اس نے دروازہ کھولا۔

"ارے بہو کہاں ہے اور آپ بنا اطلاع دیئے آگئے؟" وہ کمرے میں اسے نہ پاکر حیرت سے بولیں۔

"آرہا ہوں ابھی ہاتھ لے کر بھرتا ہوں آپ کی لاڈلی کے کرتوت جس طرح کی زندگی وہ گزار کر آئی

ہیں۔" اس کا موڈ بری طرح آف تھا وہ ان کو حق دق چھوڑ کر چلا گیا۔ یوسف صاحب نے تحمل سے اس کی باتیں سنی جو باتیں کم الزامات زیادہ تھے پھر اچانک وہ اٹھا اور ان کے قدموں میں بیٹھ کر اپنے گستاخانہ رویوں کی معافی کے ساتھ ساتھ چاندنی کی ہرجائی پن کی ساری تفصیل بتا ڈالی وہ بار بار معافیاں مانگ رہا تھا۔

"میں اپنے پروردگار کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے تمہیں برباد ہونے سے بچا لیا۔" انہوں نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"مائدہ نے تمہیں کوئی دھوکا نہیں دیا وہ بے خطا لڑکی ہے۔"

"اس نے خود اقرار کیا ہے کہ وہ حماد......؟"

"حماد اس کے کزن کا نام ہے...... جواب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"دنیا میں نہیں ہے! آپ کا مطلب ہے وہ مر گیا ہے؟" وہ چونکا۔ یوسف صاحب نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

"آپ کے پاپا نے پہلے ہی منع کر دیا تھا ورنہ میں آپ سے کچھ نہ چھپاتی اور وہاں مائدہ کی امی نے اسے قسم دی تھی مائدہ بھی پہلی رات ہی آپ کو اپنے بارے میں بتانے سے گریز نہ کرتیں۔" وہ شرمندہ ہوا انجانے میں کیا کچھ نہ وہ اسے کہہ گیا تھا اپنے ہر ہر لفظ سے اسے پچھتاوا ہو رہا تھا غصہ عقل کا دشمن ہوتا ہے۔

ممی پاپا اپنی لاڈلی بہو سے ملنے چلے گئے تھے اس سے نہیں پوچھا تھا۔ چاندنی کے وقتی پیار کی سیاہ پٹی آنکھوں سے ہٹی تو اسے سب صاف صاف دکھائی دینے لگا پیار میں دھوکہ کھا کر وہ ہر شے سے بیزار ہو گیا تھا۔ پھر ٹوٹ کر چاہنے والا ساتھی اچانک چلا جائے تو......!

"میں محبت میں ایک لمحہ برداشت نہ کر سکا تم بہادر ہو مائدہ۔" حماد نے کال کر کے کہا۔

"آئم سو سوری میں نے تم پر ہاتھ اٹھایا بے جا الزامات لگائے۔"

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا عمر یوسف! اب آپ مجھے میری زندگی جینے دیں میں حماد کی یادوں سے کبھی باہر نہیں آؤں گی آپ کو میں حماد کی جگہ نہ دے سکوں گی...... آپ مجھے......"

"پلیز آگے کچھ مت کہنا۔" اس نے جلدی سے بات کاٹی۔

"تم مجھے ہر حال میں قبول ہو حماد کی یادوں سمیت۔" اس کے لہجے کی سرد مہری غائب تھی بہت میٹھے لہجے میں وہ بات کر رہا تھا۔ مائدہ کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مائدہ! میں نے انجانے میں پاپا کا بہت دل دکھایا ہے اب ٹھوکر کھا کر مجھے عقل آ گئی ہے ہمارے بڑے جو ہمارے لیے فیصلے کرتے ہیں وہ ہی ہمارے لیے بہترین و کامیاب ہوتے ہیں۔"

"جی...... بس ہم کو ٹھوکر لگ کر ہی عقل آتی ہے اس وقت تو ہمارے اپنے سب سے زیادہ دشمن لگتے ہیں۔" وہ بھی پاپا کی باتوں کو آج سمجھی تھی منگنی کوئی ایسا تعلق نہیں ہے جس کی بنیاد پر وہ حماد کے ساتھ رہتی تھی...... پہلے ہی وہ فاصلہ تھی تو آج حماد کا دکھ اتنا بڑا نہ لگتا۔

"میں آ رہا ہوں تمہیں لینے ریڈی ہو جاؤ۔" وہ مسکرا کر بولا۔

مائدہ نے بھی سمجھوتہ کر لیا تھا...... حماد کی محبت شاید عمر کی سنگت میں کبھی نہ کبھی کم ہو جاتی تھی۔

شام کا گلابی سماں تھا سمندر کی لہریں سورج کی روشنی سے چمک رہی تھیں اور وہ اس کا ہاتھ تھامے اس جگہ ہی جا رہا تھا جہاں وہ اور حماد کبھی بیٹھا کرتے تھے۔

اس کی آنکھوں سے ایک موتی گرا اور ریت میں جذب ہو گیا۔